حضور ﷺ نے فرمایا: "البرکۃ مع أکابرکم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

اشاعت نمبر ۱۲

تحقیقی، علمی و اصلاحی

رسالہ

دِفَاعِ اَسلاف ہند

فہرست مضامین

* سلسلہ دفاع فضائل اعمال ۱۲ : اہلحدیث حضرات صحیح واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ (ایک آدمی کو جنت اور جہنم کا کشف ہو جانا)
* کشف کا مطلب، اس کی حقانیت اور شرعی حیثیت۔

زیرِ سرپرستی

مصلح ملت
حضرت مولانا عبید الرحمٰن اطہر صاحب
دامت برکاتھم

سلسلہ دفاع فضائل اعمال ۱۲

اہل حدیث حضرات صحیح واقعات کا انکار کرتے ہیں۔

(ایک آدمی کو جنت اور جہنم کا کشف ہو جانا)

(معراج ربانی اور دیگر غیر مقلدین حضرات کو جواب)

-مفتی ابو احمد ابن اسماعیل مدنی

-مولانا عبد الرحیم قاسمی

- ڈاکٹر ابو محمد شہاب علوی

فضیلۃ الشیخ معراج ربانی صاحب کہتے ہیں کہ:

"اب آیئے ذرا دیکھئے ایمان شکن عقیدے کو جو تبلیغی نصاب فضائل اعمال کے اندر بیان کیا گیا ہے، اور شیخ الحدیث حضرت زکریا صاحب نے بیان کیا ہے، معذرت کے ساتھ سنئے، اور اپنے ایمان اور عقیدے کی خیر منایئے، اور شکر ادا کیجئے اللہ وحدہ لا شریک کا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحیح العقیدۃ بنایا ہے اور اگر نہیں بنایا ہے تو توبہ کیجئے اور کہیے کہ ہم قرآن وسنت کے اوپر ایمان لاتے ہیں، ہم ان قصے، کہانیوں کے اوپر اور جھوٹے افسانوں کے اوپر یقین نہیں رکھتے، سنئے، حضرتِ زکریا صاحب کہتے ہیں کہ:

"شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سنا" ،اس لفظ کے اوپر توجہ چاہوں گا کہ میں نے یہ سنا کہ "جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا اِلٰہ اِلا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے"، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے کہاں سے سنا؟ کس نے کہا؟ اللہ نے کہا؟ ہر گز نہیں، رسول نے کہا؟ ہر گز نہیں، دعویٰ ہے، کہیں بھی، پورے احادیث کے ذخیرے پلٹ ڈالئے، گھڑی سے گھڑی روایتیں بھی پلٹ ڈالئے، ہم صحیح کی بات نہیں کرتے، حسن اور مقبول کی بھی بات

نہیں کرتے، ہم کہتے ہیں تم اس بات کے اوپر گھڑی ہوئی روایت بھی پیش کر دو، ہر گز موجود نہیں ہے،[1] آیئے آگے بڑھتے ہیں، یہ ذہن میں رکھئے، سنا" میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کیلئے بھی پڑھا" ایک نصاب، جیسے سو کلو کا ایک **کنٹل** ہوتا ہے، ایسے ہی ستّر ہزار کا ایک نصاب ہوتا ہے، تو کہتے ہیں ہم نے اپنی بیوی کے نام پر بھی ایک نصاب پڑھ ڈالے، اپنا بھی پڑھ کر بینک **بیلینس** کر دیا اور بیوی کا بھی ایڈوانس بکنگ کر دیا، نئے دور کی زبان میں اس کو بینک بیلینس ہی کہیں گے اور کیا کہیں گے، ہے کہ نہیں، اچھا،" اور کئی نصاب اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنالیا، ہمارے پاس ایک نوجوان تھا، جس کے **متعلق** یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے"، صاحب کشف یعنی **تبلیغیوں** کا یہ عقیدہ ہے کہ کشف سے جنت و جہنم، دوزخ سب کچھ دیکھی جاسکتی ہے، حضور کو دیکھنے کیلئے تو معراج میں جانا پڑا تھا،

لیکن تبلیغی جماعت کے یہ بزرگ ایسے ہیں، جو زمین پڑھ بیٹھ کر جنت و دوزخ سب کچھ دیکھ رہے ہیں، اور کیا ہو رہا ہے سب کچھ سمجھ رہے ہیں،" جنت و دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے، مجھے اس کی صحت میں تردد تھا" ابو یزید قرطبی کہتے ہیں کہ اس کے اس دعوی میں مجھے کچھ شک تھا،" ایک مرتبہ وہ نوجوان کھانے میں ہمارے ساتھ شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے" یعنی تبلیغی جماعت کے لوگ با قاعدہ حضرت جی کے جو ماننے والے ہیں، جنت جہنم سب کشف سے معلوم کرتے ہیں، ماں جل رہی ہے، بیٹا جل رہا ہے، کہ باپ جل رہا ہے، اللہ ہی بہتر جانے کیسے زندگی گزارتے ہوں گے اس دنیا میں، اگر یہ کشف ہو رہا ہے تو کیسے جیتے ہوں گے اللہ ہی جانے، بہر حال" اس کی حالت مجھے نظر آئی"۔

قرطبی کہتے ہیں: اس کی حالت مجھے نظر آئی، کہتے ہیں: "میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا، مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں، جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا، اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ جو میں نے سنا تھا وہ صحیح ہے یا غلط ہے، تو بھائی میرے اگر نبی کی بات ہوتی تو کوئی آدمی تجربہ کر کے دیکھے گا یہ؟ نبی کی بات کے اوپر تو بغیر دیکھے بھالے آدمی کو یقین رکھنا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نبی کی بات نہیں تھی، کہیں سے انہوں نے سنا تھا،

---

1 مشہور اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان صاحبؒ **(م ۱۳۰۷ھ)** کہتے ہیں کہ صوفیاء نے کہا ہے جو کوئی کلمہ لا إله إلا الله کو ستر ہزار بار پڑھے گا وہ آگ دوزخ سے آزاد ہو جائے گا، اس نے اپنی جان کو گویا نار سے خرید لیا، امام یافعیؒ اور ابن عربیؒ نے ذکر کیا ہے اور اس کی پابندی کی وصیت کی ہے، لیکن کسی نے حافظ ابن حجرؒ سے پوچھا تھا کہ یہ حدیث" **من قال لا إله إلا الله سبعين ألفا فقد اشترى نفسه من الله** "کیسی ہے صحیح، حسن، یا ضعیف؟ اس کے جواب میں حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں: باطل و موضوع ہے۔ لیکن آگے نواب صاحب نے ابن حجرؒ کے قول کا تعقب کیا ہے۔ **(الداء والدواء: ص ۱۷۱)**

جیسا انہوں نے کہا ہے کہ میں نے سنا تھا، " چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے، اس کی ماں کو بخش دیا، میں نے اپنے دل میں " ذرا غور کیجئے گا ان لفظوں پر جو ابو یزید قرطبی کہہ رہے ہیں " میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا، اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی" تاکید در تاکید، یعنی میرے اور اللہ کے درمیان یہ چیز تھی، میں نے اپنے یہ چیز سوچا، کہہ دیا چلو اس کی ماں کو دیدیا، ستر ہزار، " مگر وہ نوجوان، جیسے ہی میں نے اس کو بخشا تھا، اس کی ماں کو فوراً کہنے لگا: چچا میاں! میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی"۔

کیا ثابت ہوا بتائیں آپ؟[2] یہ میرا جرم ہے جو میں کھول رہا ہوں یہ میری غلطی ہے؟ یہ میری خطا ہے؟ یہ قرآن کے خلاف سراسر عقیدہ ہے کہ نہیں یہ، ابھی اللہ تعالیٰ نے جو اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا یہ اس کے خلاف ہے کہ نہیں؟ کہ تم غیب نہیں جانتے۔ اور یہاں غیب کی بات نہیں ہے، بلکہ دل کے وسوسوں اور خیالات تک کے اوپر وہ نوجوان واقف ہو رہا ہے، ابو یزید قرطبی چپکے سے نصاب دے رہیں اس کی ماں کو، سب سے بڑا جھوٹ، سراسر جھوٹ، کس کی ماں جہنم میں، کس کی ماں جنت میں، اور ابھی فیصلے بھی نہیں ہوئے، کہاں جہنم میں کون لے کر جا رہا ہے، ابھی تک جنت اور جہنم میں کوئی نہیں گیا ہے، سب سے عذاب دکھائے جاتے ہیں، یہ اور بات ہے، لیکن کسی کو جہنم میں ڈالا گیا اور کسی کو جنت ڈالا گیا، یہ کب ہو گا بھائی؟ قیامت کے دن ہو گا، حشر و نشر، سوال و جواب کے بعد ہو گا، اس کے پہلے ہی اس کی ماں دوڑ گئی جہنم میں، اتنی بڑی مجرمہ تھی یہ؟[3]

---

[2] اہل حدیث علماء نے صراحت کی ہے کہ اسلاف کی حکایات، مکاشفات اور کرامات سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ **(ص:۲۶)**، بلکہ خود حضرت شیخ الحدیثؒ **(م ۱۴۰۲ھ)** بھی صراحت فرماتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات کا تعلقات کشف سے ہوا کرتا ہے، جو شرعی حجت نہیں ہیں، اصحاب کشوف کو اس قسم کی چیزیں بعض اوقات کشف سے معلوم ہو جاتی ہیں، نہ وہ شرعی حجت ہیں، نہ وہ دائمی ہوتی ہیں۔ **(کتب فضائل پر اشکالات اور اس کے جوابات: ص ۱۱۳)**، یہی نہیں ہے ایک جگہ حضرت تحریر کرتے ہیں کہ باقی صوفیاء کرام کے واقعات تو تاریخی حیثیت ہی رکھتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث کے درجے سے کہیں کم ہے۔ **(فضائل اعمال: ج ۱: فضائل نماز: ص ۲۸۶، نسخہ دینیات)**، لیکن ان سب کے باوجود فضیلۃ الشیخ صاحب نے کرامات اور مکاشفات سے عقیدہ ثابت کیا، جو کہ غیر صحیح اور باطل ہے۔

[3] یہاں جہنم سے مراد قبر کا عذاب ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ اس لڑکے کی ماں کے انتقال کے فوراً بعد کا ہے۔ چنانچہ محمد بن أحمد الغیطیؒ **(م ۹۸۱ھ)** اپنے کتاب میں " **الابتهاج فی الکلام علی الإسراء والمعراج مخطوطة**" میں کہا: "**حکوا ان شابا صالحا من اهل الکشف ماتت امه فصاح وبکی وخرای سقط مغشیا علیه فسئل عن سبب ذالک فذکر انه رائ امه فی النار۔۔۔**"۔ نیز دیکھئے **الجواهر اللولویة فی شرح الاربعین النوویة: ص ۲۱۷**۔ لہذا معراج ربانی صاحب کا اعتراض باطل و مردود ہے۔

ابو جہل اور ابو طالب سے بھی بڑی مجرمہ تھی یہ ؟اور دوسری چیز ماشاء اللہ، حضرت اپنے دل میں سوچیں، نوجوان کو خبر ہو، سب کچھ اس کو پتہ ہو رہا ہے، یہ علم، یہ خیال اور یہ عقیدہ کافروں کا ہو سکتا ہے، کسی قرآن اور سنت کے اوپر عقیدہ رکھنے والوں کا نہیں ہو سکتا ہے، جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غیب کا علم صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کو ہے، ہے کہ نہیں ہے؟ یہ مشرکوں کا کافروں کا ہو سکتا ہے، حضرتِ زکریا صاحب اس واقعہ کو بیان کر کے کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیا بتلانا چاہتے ہیں فضائل ذکر میں؟ یہی کہ حقّا ہو، حقّا ہو کرو اور تمہیں جنت و دوزخ کے سارے کرشمے نظر آئیں گے، یہی تو کہنا چاہتے ہیں فضائل ذکر میں، اور حضرت یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اور پھر قرطبی نے کہا "مجھے اس قصے سے دو فائدے ہوئے، ایک تو اس برکت کا جو ستّر ہزار کی برکت کا جو میں نے سنا تھا، اس کا تجربہ ہوا"۔

گویا یہ بات قرآن و حدیث کی ہے ہی نہیں، کہیں سے سنا تھا، گپ سنی ہو گی، اس کا تجربہ کیا "اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ اس نوجوان کی سچائی کا یقین بھی ہو گیا" کہ واقعی یہ سچّا نوجوان ہے، اب یہ بزرگ کون ہیں، ہمیں نہیں معلوم ہے، ان کا عقیدہ، خیال کیا ہے، اللہ ہی بہتر جانے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لکھنے والا، اگر لکھنے والے نے اس واقعہ کو اس لئے لکھا ہوتا جس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ ان کی تردید کرنے کیلئے کہ یہ جھوٹ واقعہ ہے، تو بات سچی تھی، لیکن لکھنے والے نے یہ نہیں لکھا، لکھنے والے نے یہ کہا کہ "یہ ایک واقعہ ہے، اس قسم کے نہ معلوم کتنے واقعات اس امت کے افراد میں پائے جاتے ہیں" نعوذ باللہ، یعنی یہی ایک نہیں، ایسے نہ جانے کتنے لوگ ہیں جو اس امت میں پائے جاتے ہیں، آپ سمجھ گئے نا اس بات کو؟[4] واقعہ، علمِ غیب اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم ہے، اور جو شخص، مولانا رشید احمد گنگوہی کے فتوے کی روشنی میں، اٹھاؤ فتاویٰ رشید احمد گنگوہی، جو میرے پاس موجود ہے، اس کے فتوے کی روشنی میں، میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہہ رہا ہوں، خود ان کی عدالت میں ان کے مسئلے کو بھیج رہا ہوں، تو مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ جو شخص اللہ کے سوا کسی کو عالم الغیب سمجھے یا ثابت کرے وہ شخص کافر ہے، خلاص، دیوبندی اپنے ہی مقابل، سمجھ لو، یہ بھی دیوبندی ہیں، وہ بھی دیوبندی ہیں، میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں، میں صرف پردہ اٹھا رہا ہوں، میرے اوپر الزام نہیں آنا چاہیے، مولانا رشید

---

[4] اس جاہل انسان نے شیخ الحدیث، حضرت مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) کے بارے میں یہ جھوٹ پیلانے کی کوشش کی ہے کہ مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) کے نزدیک ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کسی اور کو علم غیب ہے۔ حالانکہ پہلے گزر چکا کہ اسلاف کی حکایات، مکاشفات، کرامات سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا اور حضرت شیخ الحدیث نے خاص صراحت بھی کی ہے کہ عالم الغیب تو صرف اللہ ہیں اور باقی جتنے لوگ ہیں، خواہ انبیاء ہوں، اولیاء ہوں کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ **(تقریر بخاری: حصہ اول: ص ۲۰۵)**، لیکن ان سب کے باوجود معراج ربانی صاحب نے جو حرکت کی ہے، اس کے متعلق اللہ ہی فیصلہ کرے گا۔

احمد صاحب گنگوہی کا یہ مسئلہ ہے اور پوری امت کا یہ مسئلہ ہے، پوری امت محمدیہ کا یہ مسئلہ ہے، جو صحیح العقیدہ ہیں، سلف کے عقیدے یہ ہیں، ان کا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ اللہ کے سوا جو کسی اور کو عالم الغیب مانے وہ مسلمان نہیں وہ کافر ہے، خواہ وہ کتنی بھی نمازیں پڑھیں، کتنے بھی روزے، حج اور زکوۃ کرے، وہ مسلمان نہیں ہے، بلکہ وہ کافر ہے۔

الجواب:

معراج ربانی صاحب نے درج ذیل باتوں میں جہالت اور دجل سے کام لیا ہے۔

(۱) یہ واقعہ جھوٹا ہے۔

(۲) کشف اور علم غیب ایک ہی ہے۔

(۳) کیا دنیا میں رہتے ہوئے کسی کو جنت اور دوزخ کے احوال معلوم ہو سکتے ہے ؟؟

ترتیب وار ان کا جواب ملاحظہ فرمائے۔

کیا یہ واقعہ جھوٹا ہے ؟

سب سے پہلے فضائل اعمال میں موجود شیخ ابو یزید القرطبیؒ کا پورا واقعہ ملاحظہ فرمائے، چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ (م ۱۴۰۲ھ) لکھتے ہیں کہ

شیخ ابویزید قُرطُبیؒ فرماتے ہیں: مَیں نے یہ سنا کہ: جو شخص سَتّر ہزار مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اُس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے، مَیں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا، اور کئی نصاب خود اپنے لیے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا، ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا، جس کے متعلّق یہ مشہور تھا کہ: **یہ صاحب کَشف ہے، جنت دوزخ کا بھی اِس کو کَشف ہوتا ہے، مجھے اُس کی صِحّت میں کچھ ترُدُّد تھا۔**

ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا، اور کہا کہ: میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اُس کی حالت مجھے نظر آئی، قُرطُبیؒ کہتے ہیں کہ: مَیں اُس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا، مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اُس کی ماں کو بخش دوں جس سے اِس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا؛ چناں چہ مَیں نے ایک نصاب سَتَّر ہزار کا-اُن نصابوں میں سے جو اپنے لیے پڑھے تھے-

اُس کی ماں کو بخش دیا، مَیں نے اپنے دل میں چُپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اِس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سِوا کسی کو نہ تھی؛ مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا: چچا! میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی۔ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ: مجھے اِس قصّے سے دو فائدے ہوئے: ایک تو اُس برکت کا جو سَتَّر ہزار کی مقدار پر مَیں نے سنی تھی، اُس کا تجربہ ہوا، دوسرے: اُس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ **(فضائل اعمال: ج۱: فضائل ذکر: ص۳۸۷، طبع یاسین بکڈپو، دہلی، نسخہ دینیات: ج۱: ص۴۰۴)**

اور فضائل اعمال کے مصادر و مراجع اس کے شروع میں ہی دئے گئے ہیں، **(نسخہ دینیات: ج۱: ص۴۰۴)**، اس میں روض الریاحین للیافعی اور نزہۃ البساتین کا حوالہ بھی موجود ہے، انہی کتابوں سے مولانا زکریا صاحبؒ **(م۱۴۰۲ھ)** نے اس واقعہ کو نقل کیاہے۔ چنانچہ ثقہ، امام،[5] عفیف الدین الیافعیؒ **(م۷۶۸ھ)** لکھتے ہیں کہ:

عن الشيخ أبی يزيد القرطبي قال في بعض الآثار أن من قال: لا إله إلا الله سبعين ألف مرة كانت فداءه من النار، فعملت ذلك رجاء بركة الوعد، ففعلت منها لأهلي و عملت منها أعمالا ادخرتها لنفسي و كان إذ ذاك يبيت معنا شاب يقال انه يكاشف فی بعض الاوقات بالجنة و النار و كانت الجماعة ترى له فضلا على صغر سنه، و كان في قلبي منه شيء، فاتفق أن استدعانا بعض الإخوان إلى منزله، فبينما نحن نتناول الطعام و الشاب معنا إذ صاح صيحة منكرة، و اجتمع في نفسه و هو يقول: يا عم هذه أمي في النار و يصيح بصياح عظيم لا يشك من سمعه أنه عن أمر، فلما رأيت ما به من الانزعاج قلت: اليوم فی نفسی أجرب صدقه، فألهمني الله تعالى السبعين ألفا، و لم يطلع على ذلك إلا الله تعالى، فقلت في نفسي الأثر حق و الذين رووه لنا صادقون: اللهم أن السبعين ألا لف فداء هذه المراة أم هذا الشاب من النار، فما استتممت الخاطر في نفسي حتى قال لی: يا عم هاهی خرجت، و الحمد لله رب العالمين

[5] مجلہ دفاع اسلاف: اشاعت نمبر ۱۰: ص۱۲۔

فحصلت لی فائدتان امتحاني لصدق الأثر وسلامتي من الشاب وعلمي بصدقه۔ (روض الریاحین للیافعی: ص ۲۷۵-۲۷۶)

اور روض الریاحین کے ترجمہ **نزہۃ البساتین: ص ۳۴۵، طبع ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی** پر بھی یہ حکایت موجود ہے۔ نیز یہ حکایت سندا بھی صحیح ہے۔ چنانچہ الامام الادیب محمد بن احمد بن منصور، ابو الفتح **الأبشیھي** (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

وقال أبو العباس أحمد القسطلاني سمعت الشيخ أبا عبد الله القرشي يقول سمعت أبا زيد القرطبي يقول في بعض الآثار أن من قال: لا إله إلا الله سبعين ألف مرة كانت فداءه من النار، فعملت ذلك رجاء بركة الوعد، ففعلت منها لأهلي وعملت أعمالا ادخرتها لنفسي وكان إذ ذاك يبيت معنا شاب يكاشف بالجنة والنار، وكانت الجماعة ترى له فضلا على صغر سنه، وكان في قلبي منه شيء، فاتفق أن استدعانا بعض الإخوان إلى منزله، فنحن نتناول الطعام والشاب معنا إذ صاح صيحة منكرة، واجتمع في نفسه وهو يقول: يا عم هذه أمي في النار ويصيح بصياح عظيم لا يشك من سمعه أنه عن أمر، فلما رأيت ما به من الانزعاج قلت: اليوم أجرب صدقه، فألهمني الله تعالى السبعين ألفا، ولم يطلع على ذلك إلا الله تعالى، فقلت في نفسي الأثر حق والذين رووه لنا صادقون: اللهم أن هذه السبعين ألفا فداء أم هذا الشاب من النار، فما استتممت هذا الخاطر في نفسي أن قال: يا عم هذه أمي أخرجت من النار، والحمد لله فحصل عندي فائدتان امتحاني لصدق الأثر وسلامتي من الشاب وعلمي بصدقه۔ (المستطرف **للبشیھی**: ص ۴۸۵)

سند کی تحقیق:

(۱) ابو العباس احمد بن علی قسطلانیؒ (م ۶۳۶ھ) کے بارے میں:

- امام طیب بن عبد اللہ الحضرمیؒ (۹۴۷ھ) اپنی کتاب "**قلادۃ النحر فی وفیات أعیان الدھر**" میں لکھتے ہیں:

"ابو العباس احمد بن علی القسطلانی الفقیہ المالکی الشیخ الکبیر الصالح، الملقب بزاھد مصر"

ان کی وفات (۶۳۶ھ) میں ہوئی، انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں اپنے مشائخ، اور خاص طور سے ابوعبد اللہ قرشیؒ (م۵۹۹ھ) کے کلام کو جمع کیا ہے۔ **(ج۵: ص۱۵۰)**

- حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے کہا: **"الفقیہ، الزاہد، القدوۃ، الشیخ"۔ (تاریخ الاسلام: ج۱۴: ص۲۰۴، سیر: ج۲۳: ص۳۹)**، نیز حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ '**تلميذ الشيخ أبي عبد الله محمد بن أحمد القرشي، صحبه دهرا، وجمع من كلامه كتابا حسنا**"۔ **(تاریخ الاسلام: ج۱۴: ص۲۰۴)**

لہذا امام ابو العباس قسطلانیؒ (م۶۳۶ھ) صدوق ہیں۔[6]

(۲) ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن اِبراہیم القرشی الہاشمیؒ (م۵۹۹ھ) کے بارے میں:

- حافظ منذریؒ (م۶۵۶ھ) نے کہا: " **الشيخ الإمام قدوة العارفين** "۔

- حافظ ذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے کہا: " **القدوة الربّانی الزاهد الشيخ أبو عبد الله القرشی الهاشمی، كان إمام كبيرا، عارفا، قانتا، مخبتا** "۔ **(العبر: ج۳: ص۱۲۶، تاریخ الاسلام: ج۱۲: ص۱۱۸۱، ج۱۴: ص۲۰۴، سیر: ج۲۱: ص۴۰۰)**

- امام شہاب الدین احمد بن محمد التلسمانیؒ (۱۰۴۱ھ) نے کہا: "**الشيخ الإمام الشهير الكبير الولي العارف بالله سيدى ابو عبد الله القرشی الهاشمی شيخ السالكين إمام العارفين و قدوة المحققين** "۔ **(نفح الطیب: ج۲: ص۵۴)**

لہذا ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن اِبراہیم القرشی الہاشمیؒ (م۵۹۹ھ) بھی صدوق ہیں۔

(۳) شیخ ابوزید قرطبیؒ[7] ان کے بارے میں:

---

[6] چونکہ امام ابو العباس القسطلانیؒ (م۶۳۶ھ) نے اپنے شیخ ابوعبد اللہ القرشیؒ (م۵۹۹ھ) کے کلام کو اپنے کتاب میں جمع کیا ہے۔ اور یہ روایت بھی ابوعبد اللہ القرشیؒ (م۵۹۹ھ) سے ہی ہے۔ لہذا یہ روایت الامام الادیب محمد بن احمد بن منصور، ابو الفتح **الأبشيهي**ؒ (م۸۵۲ھ) نے امام ابو العباس القسطلانیؒ (م۶۳۶ھ) کی کتاب سے لی ہو گی۔ واللہ اعلم،

- امام محمد بن محمد بن نور التلمسانیؒ نے کہا: **"کان من کبار الصالحین "۔(طراز الکم المذھب:ص ۱۶۰)**

- امام ابو عبد اللہ القرشیؒ (م ۵۹۹ھ) نے کہا: کہ میں نے **"۶۰۰"** شیوخ کی صحبت اختیار کی، اس میں چار لوگوں کی اقتداء کی ان چار میں سے ایک امام ابو یزید قرطبیؒ بھی تھے۔**(المقفی الکبیر : جلد ۵: صفحہ ۱۱۹)**

- امام یافعیؒ (م ۷۶۸ھ) نے کہا: **"الشیخ الکبیر عارف باللہ تعالیٰ"۔(نشر المحاسن الغالیۃ: صفحہ ۵۱)**

- امام ابن عابدین شامیؒ (م ۱۲۵۲ھ) نے کہا: **"الشیخ الإمام الکبیر ابو زید القرطبی"۔(مجموعہ رسائل ابن عابدین : جلد ۱: صفحہ ۲۲۹)**

لہذا شیخ ابو زید قرطبیؒ بھی صدوق ہیں اور یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم [8]

---

[7] روض الریاحین کے مطبوعہ نسخہ میں شیخ زید القرطبیؒ کے بجائے شیخ یزید قرطبی آگیا ہے۔ لیکن وہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اس کے ترجمہ نزہۃ البساتین میں بھی شیخ یزید القرطبی ہی ہے۔ لیکن صحیح نام شیخ ابو زید القرطبی ہے، جیسا کہ امام یافعیؒ (م ۷۶۸ھ) کی دوسری تصنیف میں لکھا ہے۔**(نشر المحاسن الغالیۃ: صفحہ ۵۱)**

[8] اسی طرح کا واقعہ ایک دوسرے بزرگ سے بھی سنداً مروی ہے۔ چنانچہ شیخ ابن عربیؒ (م ۶۳۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

ولقد أخبرني أبو العباس أحمد بن علي بن ميمون بن آب النوروزي عرف بالقسطلاني بمصر قال في هذا الأمر: إن الشيخ أبا الربيع الكفيف المالقي كان على مائدة طعام، وكان قد ذكر هذا الذكر وما وهبه لأحد، وكان معهم على المائدة شاب صغير من أهل الكشف من الصالحين، فعندما مدّ يده إلى الطعام بكى، فقال له الحاضرون: ما شأنک تبکی؟ فقال: هذه جهنم أراها وأرىٰ أمي فيها، وامتنع من الطعام فأخذ في البكاء، قال الشيخ أبو الربيع فقلت في نفسي: "اللهم إنک تعلم أني قد هللت بهذه السبعين ألفاً وقد جعلتها عتق أم هذا الصبي من النار۔ هذا كله في نفسي"۔ فقال الصبي: "الحمد لله، أرىٰ أمي قد خرجت من النار وما أدرى ما سبب خروجها؟" وجعل الصبي يبتهج سروراً وأكل مع الجماعة۔۔۔۔۔(الفتوحات لابن عربي بحوالہ ختم القرآن محی الدین ابن عربی للشیخ عبد الباقی مفتاح: ص ۱۷)

سند کی تحقیق:

ان کے علاوہ درج ذیل ائمہ اور علماء نے بھی اس واقعہ کو اپنے اپنے کتابوں نقل کیا ہے:

- امام زین الدین مناویؒ (م ۱۰۳۱ھ) نے ابو ربیع المالقیؒ کے حوالے سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ **(فیض القدیر: ج ٦ : ص ۱۸۸)**

- شیخ زین الدین عبد العزیز مالیباریؒ ابو یزید قرطبیؒ سے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

(ارشاد العباد إلی سبیل الرشاد: ص ۹)

- ابو سعید خادمیؒ (م ۱۱۵٦ھ) نے ابو ربیع مالقیؒ کے حوالے سے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔

(بریقة محمودية فی شرح الطريقة المحمدية: ج ۲: ص ۹۹)

- محدث ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ **(شرح الشفاء: ج ۲: ص ۳۹۸)**

- شیخ محمد بن أحمد الغیطیؒ (م ۹۸۱ھ)۔ **(الابتہاج فی الکلام علی الإسراء والمعراج مخطوطہ: ص ۱۲)**

- محمد بن عبد اللہ الدمیاطیؒ۔ **(الجواھر اللؤلؤیۃ: ص ۲۱۷)**

---

(۱) شیخ ابن عربیؒ (م ٦۳۸ھ) کی غیر مقلدین حضرات کے اکابرین نے بہت تعریف فرمائی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے **مسئلہ وحدۃ الوجود۔ اور۔ آل غیر مقلدیت، از، مفتی رب نواز حفظہ اللہ**، یہ مضمون اس شمارے کے آخر میں موجود ہے) اور شیخ ابن عربیؒ (م ٦۳۸ھ) کے متابع میں صدوق راوی ابو العباس احمد بن علی قسطلانیؒ (م ٦۳٦ھ) موجود ہیں۔ لہذا شیخ ابن عربیؒ (م ٦۳۸ھ) پر اعتراض ہی مردود ہے۔

(۲) **ابو الربیع کفیف مالقیؒ** کے بارے میں:

امام عبد الرؤف مناویؒ (م ۱۰۳۱ھ) نے کہا: "**ابو الربیع کفیف المالقی، کان من أکابر الأولیاء، أعاظم الأصفیاء**"۔ **(الطبقات الصغریٰ: ج ۴ : ص ۱۳۳)**

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

- احمد بن التلسمانیؒ (م ۱۰۴۱ھ)۔ **(نفح الطیب: ج ۲: ص ۵۴)**

- امام تقی الدین مقریزیؒ (م ۸۴۵ھ)۔ **(المقفی الکبیر: ج ۵: ص ۱۲۶)**

- محمد أمین بن فضل اللہ الحمویؒ (م ۱۱۱۱ھ)۔ **(خلاصۃ الأثر: ج ۱: ص ۷۳)**

- ابن عابدینؒ (م ۱۲۵۲ھ) ۔ **(مجموعہ رسائل: ج ۱: ص ۲۲۹)**

- امام ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) نے باقاعدہ عنوان قائم کیا ہے: "**مجلس فی الذکر وفضله**" اس باب میں ذکر سے متعلق احادیث اور واقعات بیان کئے ہیں، مولانا زکریاؒ نے بھی ذکر کی فضیلت میں پہلے قرآن واحادیث بیان کی ہیں، پھر واقعات بیان کئے ہیں۔ **(حدائق الأولیاء: ج ۲: ص ۴۸۹)**

- امام ابن الحاجؒ (م ۷۳۷ھ) بھی نے اسی طرح کا ایک منامی واقعہ ذکر کیا ہے۔

(المدخل لابن الحاج: ج ۳: ص ۲۷۹)

- محمد بن أحمد بن عرفہ الدسوقیؒ (م ۱۲۳۰ھ)۔ **(حاشیہ الدسوقی علی أم البراھین: ص ۲۳۰)**

- محمد بن محمد بن یوسف السنوسیؒ (م ۸۹۵ھ) ۔ **(شرح ام البراھین: ص ۹۳)**،

نوٹ:

نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب، کتاب التعویذات میں ان کے حوالے سے کئی باتیں ذکر کی ہیں، معلوم ہوا یہ غیر مقلدین کے نزدیک معتبر ہیں۔

- عفیف الدین محمد بن محمد التلسمانیؒ۔ **(طراز الکم المذھب: ص ۶۰-۶۱)**

- ثقہ، امام یافعیؒ (م ۷۶۸ھ)۔ **(نشر المحاسن الغالیۃ: ص ۵۱، الارشاد والتطریز: ص ۲۲۰)**

خلاصہ یہ کہ جب یہ واقعہ صحیح ہے۔ تو اس کو جھوٹا کہنا باطل ومردود ہے۔

کیا کشف اور علم غیب ایک ہی ہیں؟

معراج ربانی نے دھوکہ دیتے ہوئے کشف اور علم غیب کو ایک ہی ہے بتایا ہے، حالانکہ ائمہ محدثین اور علماء نے صراحت کی ہے کہ کشف اور علم غیب دونوں مختلف ہیں۔ **(دیکھئے ص:۲۷)**

حضرت تھانویؒ (**م ۱۳۶۲ھ**) فرماتے ہیں کہ دل کی بات بتا دینا، یہ علم غیب نہیں بلکہ کشف ہے۔ علم غیب اس علم کو کہتے ہیں جو خود ساختہ ہو اور یہ خاصہ خداوندی ہے اور جو علم بذریعہ کشف ہو، اس میں کشف واسطہ ہے، اس لئے یہ علم غیب نہیں ہے۔ **(شریعت وطریقت: ص۳۹۹)**

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ خلفاء کرام کی پسندیدہ کتاب

أشرف الطريقة في الشريعة والحقيقة

شریعت و طریقت

مجدد الملۃ حکیم الامۃ حضرۃ مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ

ترتیب: جناب مولانا محمد دین صاحب چشتی اشرفی مدظلہم

اپنی اصلاح کی فکر رکھنے والوں کے لیے ایک اہم دستور العمل
شریعت اور طریقت سے متعلق حضرت حکیم الامت کی
مجددانہ تعلیمات پر مشتمل شاہکار کتاب

مَکتَبۃُ الحَق

ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲

۲۴ :۔ مبہم بات (جس سے مقصود سمجھ میں نہ آئے) سنت کے خلاف ہے۔ صاف کلام کرنا سنّت ہے ایسا کلام کہ مقصود پر دلالتِ مطابقی رکھتا ہو۔

۲۵ :۔ حق تعالیٰ کا قرب و معیت[1] اصل میں بے کیف ہے نہ اس کو قربِ ذاتی کہہ سکتے ہیں قربِ مکانی۔ بعض متکلمین اس کو قربِ صفاتی کہتے ہیں یعنی قربِ علمی۔ لیکن سلف کا مسلک یہی ہے کہ صفاتِ الٰہیہ میں تعیین نہیں کرتے بلکہ ابهموا ما ابهم الله تعالیٰ۔ (جس کو اللہ نے مبہم رکھا ہے تم بھی اسے مبہم رکھو) پر عمل کرتے ہیں اور بعض اکابر کے کلام میں جو اس قرب کی تعبیر بعنوان مرہمہ للتقیید آئی ہے مقصود تقیید نہیں بلکہ مقصود تشبیہ بغرض تفہیم ہے۔

۲۶ :۔ کیفیات[2] کا مدار یکسوئی پر ہے اور یکسوئی کم عقلوں کو زیادہ ہو جاتی ہے۔ عاقلوں کو خاص کر صاحب ذکاوتِ مفرطہ کو یکسوئی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ان کا دماغ ہر وقت حرکتِ فکریہ میں رہتا ہے۔

۲۷ :۔ اہلِ حق[3] کے تصرفات اتنے قوی نہیں ہوتے جتنے اہلِ باطل کے تصرفات قوی ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ تصرفات کے اثر کی قوت کا دارومدار قوتِ خیالیہ پر ہے اور خیال میں قوت، یکسوئی سے ہوتی ہے اور اہلِ حق کو اس خیال میں جو غیر ذاتِ حق کے متعلق ہو۔ زیادہ یکسوئی نہیں ہوتی۔

۲۸ :۔ دل[4] کی بات بتا دینا، یہ علمِ غیب نہیں بلکہ کشف ہے۔ علمِ غیب اس علم کو کہتے ہیں جو بلا وسائط ہو اور یہ خاصۂ خداوندی ہے اور جو علم بذریعہ کشف ہو اس میں کشف واسطہ ہے اس لیے وہ علمِ غیب نہیں۔

۲۹ :۔ فتوحات مکیہ میں ہے کہ ابو یزید بسطامی سے طی ارض کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا کہ یہ کچھ نہیں ہے یعنی قبولیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک دم میں قطع کر جاتا ہے اور اللہ کے نزدیک اس کا کچھ بھی مرتبہ نہیں اور ہوا پر اڑنے کو پوچھا گیا

---

[1] الکشف ص ۳۶۱ [2] اشرف المسائل ص ۷۸ [3] القول الجلیل ص ۳ جلد دوم
[4] الکشف ص ۲۰۔

اور اس واقعہ میں ہی تصریح ہے کہ وہ لڑکا صاحب کشف تھا اور کشف کی تفصیل **ص:۱۶** پر موجود ہے کہ اہل اللہ کو کشف ہونا یہ برحق اور صحیح ہے، اہل سنت کے عقائد میں سے ہے اور کتاب و سنت سے ثابت بھی ہے، البتہ کشف و کرامات سے عقیدہ واعمال ثابت نہیں ہوتے، جیسا کہ ائمہ محدثین اور سلفی علماء تسلیم کر چکے ہیں۔

لیکن ان سب کے باوجود اس جاہل مبلغ نے کشف کا انکار کیا یعنی اہل سنت اور اپنے ہی سلفی اور اہل حدیث علماء کے عقائد کا انکار کیا، مطلب کتاب و سنت کا انکار کیا اور کشف سے عقیدہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی اور ائمہ محدثین اور علماء کی تصریح کے خلاف جاکر کشف اور علم غیب کو ایک ہی بتایا ہے۔

"اب اس کو نفس پرستی، سلف صالحین کے منہج سے فرار اور اس سے آزاد ہونا نہیں تو اور کیا کہیں گے ؟؟؟ "

یہی وجہ ہے کہ اہلحدیث فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ کبھی منکر حدیث ہو جاتے ہیں، کبھی قادیانی اور کبھی نیم رافضی۔

اللہ تعالی ہم سب کو اپنے حفظ اور امان رکھے۔ آمین

نیز اگر معراج ربانی جیسے اہل حدیثوں کو اصرار ہے کہ کشف اور علم غیب ایک ہی ہیں تو صحیح بخاری کی روایت ابن صیاد کا قصہ موجود ہے کہ "**قال النبي صلى الله عليه وسلم: «إني قد خبأت لك خبيئا»، قال ابن صياد: هو الدخ**" حضور ﷺ نے کہا کہ میں ایک بات دل میں چھپالی ہے۔ (بتلا کیا ہے؟ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ آیت دل میں سوچ لی "**يوم تأتي السماء بدخان مبين** "] ابن صیاد نے کہا: وہ درخ یعنی دخان [کی آیت] ہے۔

(صحیح بخاری: حدیث نمبر ۱۳۵۴، سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۲۴۹، صحیح مسلم: ج۴: ص۲۲۴۴)

اس روایت میں ابن صیاد کو حضور ﷺ کی دل کی بات کیسے معلوم ہو گئی ؟؟؟ کیا اس روایت ابن صیاد کے لئے علم غیب کا دعوی کیا گیا ہے ؟؟؟

کیا دنیا میں رہتے ہوئے کسی کو جنت اور دوزخ کے احوال معلوم ہو سکتے ہے ؟؟

پہلے یہ واضح کیا گیا ہے کہ خرقِ عادت امور نہ انسان کے بس میں ہوتے ہیں، نہ وہ اس کی سمجھ آتے ہیں، اور نہ ہی انسان اس کی طاقت رکھتا ہے، بلکہ خرقِ عادت امور کا ذمہ دار اور خالق صرف اللہ تعالیٰ ہوتا ہے، وہ جب چاہے، جہاں چاہے، جس پر چاہے، اور جس طرح چاہے خرقِ عادت امور ظاہر کرتا ہے، اور جب نہ چاہے تو بالکل بھی ظاہر نہیں کرتا۔

نیز اللہ تعالیٰ اپنی مرضی و قدرت سے، کبھی کسی خرقِ عادت امور کو کسی چھوٹے درجہ والے پر ظاہر کرتے ہیں اور بڑے درجہ کو محروم فرما دیتے ہیں، اس پر کتاب و سنت کے دلائل مع تفصیل کے لئے دیکھئے مجلہ **دفاع اسلاف: اشاعت نمبر ۲: ص ۲۱۔**

لہذا جب اللہ نے چہاں تو اس لڑکے پر جہنم کے حالات منکشف کر دیئے۔ تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے، جب کہ اس واقعہ کی سند بھی حسن ہے ؟؟ نیز اس لڑکے سے پہلے بھی کئی اسلاف کو دنیا میں ہی جنت و دوزخ کے حالات و احوال منکشف ہو گئے تھے۔

- چنانچہ حضرت انس بن نضرؓ کو دنیا میں ہی جنت کی خوشبو محسوس ہوئی۔ (**صحیح بخاری: حدیث نمبر ۲۸۰۵**)،

- حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے ابو جہل پر جاری کردہ عذاب قبر کو دنیا میں ہی دیکھ لیا۔ (**اثبات عذاب القبر للبیہقی: ص ۱۳۵**، امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کے نزدیک یہ واقعہ صحیح ہے۔ اور شیخ زبیر علی زئی صاحب نے بھی اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، **مجلہ الحدیث: ش ۱۲۶: ص ۲۰**)،

- فرعون کی بیوی، حضرت آسیہؓ نے دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں اپنے گھر دیکھ لیا تھا۔ (**تفسیر ابن جریر الطبری: ج ۲۳: ص ۵۰۰، ت شاکر**)

لہذا جب اسطرح کے واقعات سلف صالحین سے ثابت ہے، تو شیخ ابو زید قرطبیؒ کے واقعہ پر اعتراض باطل و مردود ہے۔

کشف کا مطلب، اس کی حقانیت اور شرعی حیثیت۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

-محمد رئیس احمد

کشف کا مطلب:

اہل حدیث حضرات کے امیر عبد اللہ ناصر رحمانی صاحب کہتے ہیں کہ:

کشف یعنی کوئی بندہ ایسی بات سنے جو کسی اور نے نہیں سنی، یا عالمِ خواب یا بیداری میں کچھ دیکھے جسے کسی اور نے نہیں دیکھا یا ایسا علم جو کسی اور کے پاس نہیں۔ **(عقیدۃ الفرقۃ الناجیۃ: ص ۳۳۵)**

کشف کی تصدیق و حقانیت:

(۱) حافظ ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

ومن أصول أهل السنة التصديق بكرامات الأولياء وما يجري الله على أيديهم؛ من خوارق العادات، في أنواع العلوم والمكاشفات۔۔۔

اہل سنت کے اصول میں اولیاء کی کرامات اور ان خرق عادت امور کی تصدیق کرنا ہے جو ان (اولیاء) کے ہاتوں پر ظاہر ہوتی ہے مختلف [غیبی] علوم اور کشف کے سلسلے میں۔۔۔۔ **(العقیدۃ الواسطیۃ لابن تیمیۃ: ص ۱۲۳)**

(۲) حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) کہتے ہیں کہ:

المكاشفة الصحيحة: علوم يحدثها الرب سبحانه وتعالى في قلب العبد، ويطلعه بها على أمور تخفى على غيره۔ (المدارج السالکین: ج ۳: ص ۲۱۱)

نیز ایک جگہ کشف کو **"کشف رحمانی"** بھی کہتے ہیں۔ **(ایضاً: ج ۳: ص ۲۱۵)**

(۳) قاضی شوکانیؒ (م ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

وليس لمنكر أن ينكر على أولياء الله مايقع منهم من المكاشفات الصادقة الموافقة للواقع. فهذا باب قد فتحه رسول الله [صلى الله عليه وسلم]۔

اولیاء اللہ سے واقع کے موافق جو سچے مکاشفات صادر ہوتے ہیں، کسی انکار کرنے والے کو اس کے انکار کی گنجائش نہیں، اسلئے کہ یہ ایک ایسا دروازہ ہے جسے خود رسول اللہ ﷺ نے کھولا ہے۔ **(قطر الولی للشوکانی: ص ۲۳۳-۲۳۴)**

(۴) نواب صدیق حسن خان صاحبؒ (م ۱۳۰۷ھ) اپنے عقیدہ کی کتاب "**قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اھل الاثر**" میں کہتے ہیں کہ:

ومن أصول أهل السنة التصديق بكرامات الأولياء ومايجري الله على أيديهم؛ من خوارق العادات، في أنواع العلوم والمكاشفات۔۔۔

اور آگے کہتے ہیں کہ

وهي موجودة فيها الى يوم القيامة۔

کشف قیامت تک اس امت میں موجود رہے گا۔ **(ص:۹۸، وفی نسخۃ ص: ۱۰۲)**

(۵) اہل حدیث عالم ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی صاحب لکھتے ہیں کہ

[ہم] کشف کا انکار نہیں کرتے، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ بعض تابعین کو کشف ہوتا تھا، اولیاء کی ۱۴۰۰ سال کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ بعض اولیاء کو کشف ہوتا تھا۔ وہ شخص روحانی اعتبار سے اندھا ہے جو کشف کا انکار کرتا ہے۔ **(اولیاء اللہ کی پہچان: ص ۴۲۷)**

(۶) مشہور اہل حدیث عالم، مولانا ابو بکر غزنویؒ کہتے ہیں کہ

[ہم] کشف کا انکار نہیں کرتے، بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ بعض صحابہ کو کشف ہوتا تھا، بعض تابعین کو کشف ہوتا تھا، اولیاء کی ۱۴۰۰ سال کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ بعض اولیاء کو کشف ہوتا تھا۔ وہ شخص روحانی اعتبار سے اندھا ہے جو کشف کا انکار کرتا ہے۔

پھر آگے کہتے ہیں کہ جو شخص کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کو کشف نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے، وہ حدیث رسول کا منکر ہے۔ **(قربت کی راہیں: ص ۷۰-۷۱)**

(۷) شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن بازؒ،

(۸) شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ،

(۹) شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الجبرانؒ،

(۱۰) محمد زبیر شیخ اور شیخ محمد رفیق طاہر وغیرہ کے نزدیک بھی اولیاء کو کشف ہونا برحق ہے۔

(شرح عقیدہ واسطیہ: ص ۲۷۹)

کشف و الہام کتاب و سنت سے ثابت ہے :

اہل حدیث عالم ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی صاحب کہتے ہیں کہ

جس طرح کرامات قرآن و سنت سے ثابت ہیں، اسی طرح کشف بھی قرآن و سنت سے ثابت ہے، جو ان کا انکار کرے گا گو وہ وہ قرآن و سنت کا انکار کرتا ہے۔ **(اولیاء اللہ کی پہچان: ص ۴۲۷)**

مختصر مگر جامع دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر ۱ :

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

إن في ذلك لآيات للمتوسمين۔

یقیناً اس میں متوسمین حضرات کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ **(الحجر : ۷۵)**

- اس آیت کی تفسیر میں نبی ﷺ نے فرمایا:

اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله ثم قرأ: {إن في ذلك لآيات للمتوسمين}، قال: المتفرسين۔

کہ متوسمین سے مراد اہل فراست ہیں۔ **(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم : ج۱۰: ص ۲۸۱، سنن الترمذی : ج۵: ص ۲۹۸، مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج۲: ص ۶۶۴، واللفظ لہ)**[9]

---

[9] امام ابو نعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) نے کہا:

حدثناه أبو عبد الله محمد بن عبد الله النيسابوري الحافظ بها قال: حدثني بكير بن أحمد الصوفي، بمكة، ثنا الجنيد أبو القاسم الصوفي، ثنا الحسن بن عرفة، ثنا محمد بن كثير الكوفي، عن عمرو بن قيس الملائي، عن عطية، عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: احذروا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله» وقرأ: {إن في ذلك لآيات للمتوسمين} قال: للمتفرسين۔ (حلیۃ الاولیاء: ج۱۰: ص ۲۸۱-۲۸۲)

اس سند کے تمام روات صدوق یا ثقہ ہیں، سوائے عطیہ العوفیؒ (م ۱۱۱ھ) اور محمد بن کثیر الکوفیؒ کے، ان دونوں پر کلام ہے۔ لیکن محمد بن کثیر الکوفیؒ کی متابعت میں صدوق راوی مصعب بن سلامؒ موجود ہیں۔ چنانچہ امام ابو عیسی الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن إسماعيل قال: حدثنا أحمد بن أبي الطيب قال: حدثنا مصعب بن سلام، عن عمرو بن قيس، عن عطية، عن أبي سعيد الخدري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله»، ثم قرأ: {إن في ذلك لآيات للمتوسمين} هذا حديث غريب۔ (سنن ترمذی: حدیث نمبر ۳۱۲۷)

اور مصعب بن سلامؒ صدوق ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۶۹۰، موسوعۃ اقوال یحیی بن معین: ج۴: ص ۳۲۱، الجرح والتعدیل: ج۸: ص ۳۰۸)**، نیز یہ حدیث مسند ابی حنیفہ بروایت حماد بن ابی حنیفہ میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ صدوق، امام حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۱۷۶ھ) کہتے ہیں کہ

عن أبيه، عن عطية، عن أبي سعيد الخدري، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله))، ثم قرأ {إن في ذلك لآيات للمتوسمين}، قال: المتفرسين۔ (بحوالہ مسند ابی حنیفہ لابن خسرو: ج۲: ص ۶۶۴)

حافظ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) نے اس کی سند یوں بیان کی ہے:

أخبرنا الشيخ أبو السعود أحمد بن علي بن محمد الخطيب قال: أخبرنا محمد بن أحمد الخطيب قال: حدثنا علي بن ربيعة قال: حدثنا الحسن بن رشيق قال: حدثنا محمد بن حفص قال: حدثنا صالح بن محمد قال: حدثنا حماد بن أبي حنيفة، عن أبيه، عن عطية، عن أبي سعيد الخدري، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((اتقوا فراسة المؤمن، فإنه ينظر بنور الله))، ثم قرأ {إن في ذلك لآيات للمتوسمين}، قال: المتفرسين۔ (مسند ابی حنیفۃ لابن خسرو: ج۲: ص ۶۶۴)

سند کی تحقیق:

اس سند کے تمام رواۃ حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۱۷۶ھ) تک ثقہ یا صدوق ہیں۔ ابو عبد اللہ، محمد بن حفص بن عبد الملک بن عبد الرحمٰن الطالقانیؒ، ابن عدیؒ کے نزدیک صدوق ہیں اور امام دار قطنیؒ نے ان کو ضعیف کہا۔ (**سوالات السہمی: رقم ۹۶، الکامل: ج۲: ص ۷۷، ج۱: ص ۷۹**)، لہذا آپؒ صدوق ہیں۔ البتہ صالح بن محمد الترمذیؒ متکلم فیہ ہیں۔ مگر ان پر کلام ہونا مضر نہیں ہے۔ کیونکہ حافظ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) نے اپنے کتاب مسند امام ابو حنیفہ میں یہ روایت، حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۱۷۶ھ) کی دیگر روایات کی طرح، ان کی کتاب مسند ابی حنیفہ بروایت ابنہ سے لی ہے، جیسا کہ سند سے ظاہر ہے۔ (**المعجم المفہرس لابن حجر: ص ۲۶۹، جامع المسانید: ج۱: ص ۷۵**)، اور یہ کتاب مسند ابی حنیفۃ بروایت ابنہ اہل علم کے درمیان مشہور و معروف ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)، امام ابو المؤید الخوارزمیؒ (م ۶۶۵ھ)، حافظ محمد بن یوسف الصالحی الدمشقیؒ (م ۹۴۲ھ) اور حاجی خلیفہؒ (م ۱۰۶۷ھ) وغیرہ نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے، اور بعض نے اپنی سند بھی مولف تک ذکر کی ہے۔ (**المعجم المفہرس لابن حجر: ص ۲۶۹، جامع المسانید: ج۱: ص ۷۵، عقود الجمان: ص ۳۰۳، کشف الظنون: ج۲: ص ۱۶۸۰**)، اسی طرح حافظ ابن طولونؒ (م ۹۵۳ھ) نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے، اور اپنے سے لیکر مولفؒ تک اپنے سند بھی ذکر کی ہے۔ (**المفہسرت الاوسط لابن طولون**)، اور جب کوئی کتاب اہل علم کے یہاں مشہور و معروف ہوتی ہے، تو اب اس کتاب کے مؤلف تک سند دیکھنے کی ضرورت نہیں، شہرت اس کو سند سے غنی کر دیتی ہے۔ (**النکت علی ابن الصلاح لابن حجر: ج۱: ص ۲۴۷، ت شیخ ربیع بن ھادی، تدریب الراوی للسیوطی: ج۱: ص ۱۶۰، ت شیخ الفریابی**)، لہذا صالح بن محمد الترمذیؒ پر کلام مضر نہیں، اور یہ روایت حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۱۷۶ھ) سے ثابت ہے۔

حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۱۷۶ھ) کی توثیق:

حماد بن ابی حنیفہؒ (م۱۷۶ھ) سے امام عبد اللہ بن مبارکؒ (م۱۸۱ھ) نے روایت لی ہے۔اور آپؒ اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔(**دراسات حدیثية متعلقة بمن لا یروی الا عن ثقة للشیخ ابی عمرو الوصابی : ص ۲۸۴**)،

امام شمس الدین ابن خلکانؒ (م۶۸۱ھ) نے کہا: " **كان على مذهب أبيه، رضي الله تعالى عنه، وكان من الصلاح والخير على قدم عظيم** "۔(**وفیات الاعیان: ج۲: ص۲۰۵**)،

حافظ عبد القادر القرشیؒ (م۷۷۵ھ) نے کہا: "**حماد بن النعمان الإمام ابن الإمام تفقه على أبيه فأفتى في زمنه۔۔۔ وكان الغالب عليه الورع والزهد**"۔(**الجواهر المضیة للقرشی: ج۱: ص۲۲۶**)،

امام جمال الدین، یوسف بن تغری بردیؒ (م۸۷۴ھ) نے کہا: "**كان أحد الأعلام تفقه بأبيه وكان إماماً كثير الورع فقيهاً صالحاً**"۔(**النجوم الزاهرة: ج۲: ص۵۰**)، امام ابن العماد الحنبلیؒ (م۱۰۸۹ھ) نے کہا: "**حمّاد بن أبي حنيفة الإمام، وكان من أهل الخير، والصلاح، والفقه، في مذهب أبيه** "۔(**شذرات الذهب: ج۲: ص۳۴۴**)

لہذا امام حماد بن ابی حنیفہؒ (م۱۷۶ھ) صدوق، فقیہ ہیں۔

نوٹ:

ان پر موجود ابن عدیؒ (م۳۶۵ھ) کی جرح غیر مقبول ہے، کیونکہ ابن عدیؒ اہل رائے کے سلسلے میں متشدد ہے۔(**تحریر تقریب التہذیب: ج۱: ص۱۳۲**)، نیز ان کی جرح کو محدث عینیؒ (م۸۵۵ھ) نے رد کر دیا ہے۔(**مغانی الاخیار للعینی: ج۱: ص۲۴۳**)

پھر ان کے والد امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰ھ) بھی مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث اور شہنشاہ الحدیث ہیں۔(**امام ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام: ص۳۲۳**)،

عطیہ بن سعد العوفیؒ (م۱۱۱ھ) متابعت کی صورت میں مقبول ہیں:

امام یحیی بن معینؒ (م۲۳۳ھ) نے کہا: " **ضعيف، إلا أنه يكتب حديثه** "۔امام ابو حاتمؒ (م۲۷۷ھ) نے کہا: "**ضعيف، يكتب حديثه**"۔امام ابن عدیؒ (م۳۶۵ھ) نے کہا: "**مع ضعفه يكتب حديثه**"۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے کہا: " **شيعي كوفي، فيه مقال، وأشدهم ضعفًا عطية، ولو توبع لحكمت بحسنه** "۔

- اسی طرح امام مجاہد بن جبر المکیؒ (م ۱۰۴؁ھ) فرماتے ہیں کہ

في قوله (إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ) قال: للمتفرّسين۔

امام نوویؒ (م ۶۷۶؁ھ) نے کہا: " **وقال الترمذي هو حسن مع أن عطية ضعيف، فلعله اعتضد** "۔ محدث عینیؒ (م ۸۵۲؁ھ) عطیہ العوفیؒ (م ۱۱۱؁ھ) کی روایت کے بارے میں کہتے ہیں کہ "**فهذان الحديثان يشدُّ بعضهما بعضًا** "۔ محدث ابن عراق الکنانیؒ (م ۹۶۳؁ھ) کہتے ہیں کہ " **فَحَدِيثه بالمتابعة حسن** "۔

شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰؁ھ) نے کہا: " **عطية العوفي ضعيف، حسن له الترمذي كثيرا في "سننه" وذلك محتمل في الشواهد كما هنا. وبالجملة فالحديث صحيح بمجموع طرقه** "۔ شیخ ابو اسحاق الحوینی کہتے ہیں کہ " **ضعيف، وحديثه صالح في الشواهد** "۔

(تہذیب التہذیب: ج۷: ص ۲۲۳، الکامل لابن عدی: ج۷: ص ۸۴-۸۵، تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب: ج۱: ص ۵۶۴، خلاصۃ الاحکام: ج۱: ص ۵۷۲، نخب الافکار: ج۱۱: ص ۹۲، تنزيه الشريعة للكناني: ج۲: ص ۳۰۶، سلسلۃ الصحیحۃ: ج۳: ص ۳۴۶، نثل النبال: ج۲: ص ۵۱۰)

الغرض عطیہ بن سعد العوفیؒ (م ۱۱۱؁ھ) متابعت کی صورت میں مقبول ہیں، اور ابو سعید خدریؓ (م ۷۴؁ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

خلاصہ:

ابو سعید خدریؓ کی روایت کی سند میں موجود محمد بن کثیر الکوفی پر کلام فضول ہے۔ کیونکہ ان کی متابعت میں صدوق راوی مصعب بن سلام اور صدوق، امام حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۱۷۶؁ھ) موجود ہیں، اور حافظ ابن خسروؒ (م ۵۲۲؁ھ) نے حماد بن ابی حنیفہؒ (م ۱۷۶؁ھ) کے طریق سے یہ روایت ان کی کتاب مسند ابی حنیفہ سے لی ہے، جو کہ اہل علم کے یہاں مشہور و معروف ہے۔ لہذا اب کتاب کی سند دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

اور عطیہ العوفیؒ (م ۱۱۰؁ھ) کی متابعت میں بھی ابو امامہؓ اور انسؓ کی روایت موجود ہے، جس کی تفصیل **"دلیل نمبر ۲ اور ۳"** کے تحت آرہی ہے۔ لہذا اس روایت میں عطیہ العوفیؒ (م ۱۱۰؁ھ) پر بھی کلام فضول و بیکار ہے۔

اور یہ روایت نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

اس آیت میں متوسمین سے مراد اہل فراست ہیں۔(**تفسیر الطبری: ج١٧: ص١٩١**)[10]

- ایک روایت میں عبد اللہ بن عباسؓ (م٦٨ھ) بھی فرماتے ہیں کہ

{إن في ذلك لآيات للمتوسمين}، يقول: للمتفرسين؛ وكان عمر بن الخطاب يقول: فراسة المؤمن حق يقين۔

اس آیت میں متوسمین سے مراد اہل فراست ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ

- حضرت عمر فاروقؓ کہتے تھے کہ مومن کی فراست حق ہے۔(**تفسیر القرآن من الجامع لابن وهب: ج١: ص ٥٦، تنویر المقباس: ص٢١٩**)[11]

---

[10] حافظ ابن جریر الطبریؒ (م٣١٠ھ) نے کہا:

حدثني عبد الأعلى بن واصل قال: ثنا يعلى بن عبيد، قال: ثنا عبد الملك بن أبي سليمان، عن قيس، عن مجاهد، في قوله (إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ) قال: للمتفرّسين۔

تفسیر ابن جریر الطبری کے محقق شیخ ابو عمر والوکیل نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔(**تفسیر الطبری: ج١٧: ص١٩١، طبع دار ابن الجوزی، القاہرۃ**)

[11] امام عبد اللہ بن وہبؒ (م١٩٧ھ) نے کہا:

أخبرني خالد بن حميد عمن حدثه، عن مجاهد، عن ابن عباس أنه كان يقول: {إن في ذلك لآيات للمتوسمين}، يقول: للمتفرسين؛ وكان عمر بن الخطاب يقول: فراسة المؤمن حق يقين۔(**تفسیر القرآن من الجامع لابن وهب: ج١: ص٥٦**)

اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں، مگر خالد بن حمیدؒ (م١٦٩ھ) اور مجاہدؒ (م١٠٤ھ) کے درمیان مبہم راوی موجود ہے، لیکن عبد اللہ ابن عباسؓ (م٦٨ھ) سے کئی بار تفسیر سیکھنے والے امام مجاہدؒ (م١٠٤ھ) سے ثابت ہے کہ انہوں نے متوسمین کی تفسیر اہل فراست کی ہے، جیسا کہ گزر چکا یعنی دریتایہ تفسیر ابن عباسؓ سے ثابت ہے۔

لہذا سند میں مبہم راوی کی وجہ سے روایت کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔

دلیل نمبر ۲ :

امام ابو بکر احمد بن ابی خیثمہؒ (م ۲۷۹ھ) نے کہا:

حدثنا يحيى بن معين، قال: حدثنا عبد الله بن صالح، قال: حدثني معاوية بن صالح، عن راشد بن سعد، عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله۔

حضور ﷺ نے فرمایا: کہ مومن کی فراست سے ڈرو، اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔(**تاریخ ابن ابی خیثمہ: ج۱: ص۳۱۷-۳۱۸، الا معجم الکبیر للطبرانی: ج۸: ص۱۰۲، الا معجم الاوسط للطبرانی: ج۳: ص۳۱۲**)

حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے کہا: اس کی سند حسن ہے، محدث ابن عراق الکنانیؒ (م ۹۶۳ھ) کہتے ہیں کہ "**حديث أبي أُمَامَة على شَرط الْحسن**" حدیث ابو امامہ حسن کی شرط پر ہے۔ اور یہی بات حافظ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) نے بھی کہی ہے۔(**مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۷۹۴۰، اللآلیء المصنوعة في الأحاديث الموضوعة: ج۲: ص۲۷۹، تنزيه الشريعة للكناني: ج۲: ص۳۰۶**)[12]

دلیل نمبر ۳ :

نوٹ:

نیز اس کے متابع میں ایک اور متصل روایت موجود ہے، اور اس میں بھی ابن عباسؓ نے متوسمین کی تفسیر اہل فراست کی ہے۔(**تنویر المقباس: ص۲۱۹**)، الغرض الجامع لابن وہب کی یہ روایت مقبول اور قابل احتجاج ہے۔ واللہ اعلم

[12] اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں اور عبد اللہ بن صالح، ابو صالح کاتب اللیثؒ (م ۲۲۲ھ) کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: "**ما يجيء من روايته عن أهل الحذق كيحيى بن معين البخاري وأبي زرعة وأبي حاتم فهو من صحيح حديثه**" عبد اللہ بن صالحؒ (م ۲۲۲ھ) سے جب حدیث کے ماہر مثلاً امام ابن معینؒ، امام بخاریؒ، امام ابو زرعہؒ، امام ابو حاتمؒ روایت کریں، تو ان کی حدیث صحیح ہوگی۔(**ہدی الساری مقدمہ فتح الباری: ج۱: ص۴۱۴**)، اور یہ روایت بھی امام عبد اللہ بن صالحؒ (م ۲۲۲ھ) سے امیر المومنین فی الحدیث، امام الجرح والتعدیل، شیخ المحدثین، امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) نے نقل کی ہے۔ لہذا اس روایت میں عبد اللہ بن صالحؒ (م ۲۲۲ھ) صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

امام ابن جریر الطبریؒ (م ۳۱۰ھ) نے کہا:

حدثنا عبد الأعلى بن واصل، قال: ثني سعيد بن محمد الجرمي قال: ثنا عبد الواحد بن واصل، قال: ثنا أبو بشر المزلق، عن ثابت البناني، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن لله عبادا يعرفون الناس بالتوسم

حضور ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ کے کئی بندے ایسے ہیں کہ فراست کے ذریعہ لوگوں [کے احوال] جان لیتے ہیں۔ (**تفسیر ابن جریر الطبری: ج ۱۷: ص ۱۹۴، مسند البزار: ج ۱۳: ص ۳۲۶**)

اس روایت کی تصحیح:

اس روایت کو حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ)، حافظ سخاویؒ (م ۹۰۲ھ)، حافظ سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)، محدث محمد طاہر بن علی الصدیقی **الفتنی**ؒ (م ۹۸۶ھ)، محدث عبد الرؤوف المناویؒ (م ۱۰۳۱ھ)، محدث علی بن احمد العزیزیؒ (م ۱۰۷۰ھ)، محدث العجلونیؒ (م ۱۱۶۲ھ)، امیر عز الدین الصنعانیؒ (م ۱۱۸۲ھ)، حافظ مرتضی الزبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) وغیرہ نے حسن قرار دیا ہے۔

اور شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) نے بھی اس روایت کو حسن کہا ہے اور اس روایت پر موجود تمام اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔

(مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۷۹۳۹، المقاصد الحسنۃ: ص ۶۰، جمع الجوامع المعروف بالجامع الکبیر للسیوطی: ج ۲: ص ۶۰۲، طبع مصر، تذکرۃ الموضوعات: ص ۱۹۵، التیسیر للمناوی: ج ۱: ص ۳۲۸، السراج المنیر للعزیزی: ج ۲: ص ۱۱۰، کشف الخفاء: ج ۱: ص ۵۱، التنویر شرح جامع الصغیر: ج ۴: ص ۳۵، تخریج احادیث احیاء علوم الدین للزبیدی: ج ۳: ص ۱۳۳۶، صحیح جامع الصغیر: حدیث نمبر ۲۱۶۸، الصحیحۃ: ج ۴: ص ۲۶۷)

لہذا یہ روایت بھی حسن ہے اور کتاب و سنت کے دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ کے کئی بندوں کو کشف و الہام ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

کشف والہام کی شرعی حیثیت:

(۱) غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان صاحبؒ (م ۱۳۰۷ھ) کہتے ہیں کہ الہام، کشف اور خواب حجت شرعیہ [نہیں] ہیں نہ ان سے کوئی شرع ثابت ہوتا ہے۔ **(کتاب مجموعہ رسائل عقیدہ: ج۳: ص۱۰۸)**

(۲) غیر مقلد عالم مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب حکایات کے تعلق سے لکھتے ہیں: یہ قصے شرعاً حجت نہیں. ثانیاعقائد کے لیے یہ دلائل قطعاً، قابل اطمینان نہیں... **(مسئلہ حیات النبی ﷺ: ص ۴۲)**

(۳) اسی طرح اہل حدیث عالم غازی عزیر نے اپنے رسالے **"عقیدہ سے متعلق اہل سنت کے مجمع اصول"** میں

(۴) سلفی عالم ڈاکٹر ناصر بن عبد الکریم العقل کی کتاب کا اردو ترجمہ کیا اور ان کی بڑی تعریف بھی فرمائی ہے اور کہا کہ ان کی اس کتاب پر **چار جید، عقیدے کے ماہر، سلفی عرب علماء** نے نظر ثانی بھی کی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:

(۵) شیخ عبد الرحمٰن البراک،

(۶) شیخ ڈاکٹر حمزہ الفعر

(۷) شیخ عبد اللہ بن محمد **الغنیمان**

(۸) شیخ ڈاکٹر سفر بن عبد الرحمٰن الحوالی۔ **(مجلہ محدث لاہور: اگست ۱۹۹۳، جلد نمبر ۲۲، عدد نمبر ۴: ص۶۵-۶۶)**

- اس رسالہ **"عقیدہ سے متعلق اہل سنت کے مجمع اصول"** میں ہے کہ عقائد کا مأخذ قرآن وحدیث ہے **(ص:۶۷)**

- اسی طرح کہتے ہیں کہ امت میں بہت سے پابند شریعت، متقی اور اللہ کے برگزیدہ، بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ گاہے بگاہے اللہ تعالی ان کو بعض چیزوں کا الہام فرمادیتا ہے۔ رویاء صالحہ بھی برحق ہیں اور ان کا شمار اجزاء نبوت میں ہوتا ہے۔ اسی طرح فراست صادقہ بھی برحق ہے اور اس کا تعلق کرامات و مبشرات سے ہے بشرطیکہ وہ شریعت سے مطابقت رکھتی ہو، لیکن **ان چیزوں (یعنی کشف، الہام، کرامات وغیرہ) کو عقیدہ یا شریعت سازی کے لئے ہرگز مصدر و بنیاد نہیں بنایا جاسکتا ہے۔ (ص:۶۸)**

(۹) ایک اور غیر مقلد عالم، حافظ عزیز الدین مراد آبادی کہتے ہیں کہ محض قصص وحکایات اور مکاشفات حجت نہیں ہوسکتے۔ **(اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان: ص۷۷، از حافظ عزیز الدین مراد آبادی، تمہید ثناء اللہ امر تسری، مقدمہ محمد اسماعیل صاحب سلفی، طبع مکتبہ سلفیہ)**

(۱۰) مشہور اہل حدیث عالم محمد یحیی گوندلوی لکھتے ہیں کہ خواب، عقائد میں کیا، عام احکام میں بھی دلیل نہیں بن سکتا۔ **(عقیدہ اہل حدیث: ص ۶۲، از یحیی گوندلوی، طبع جامعہ تعلیم القرآن والحدیث، سیالکوٹ)**

اسی طرح موصوف آگے لکھتے ہیں کہ جب خواب دلیل نہیں بن سکتا، تو مکاشفہ کا درجہ خواب سے کہیں گرا ہوا ہے جس کا شریعت میں کوئی وجود ہی نہیں۔۔۔ مکاشفات کے شرعی حجت ہونے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔ **(ایضاً: ص ۶۳)**

(۱۱) غیر مقلد ڈاکٹر طالب الرحمٰن صاحب کہتے ہیں کہ

علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک عقائد واعمال کے باب میں مکاشفات ومنامات (کشف وخواب) حجت نہیں۔ **(عقائد علماء دیوبند: ص ۶۸)**

ان واضح تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو کشف ہوتا ہے۔ لیکن شریعت میں کشف والہام، کرامات، قصص، حکایات وغیرہ حجت نہیں ہے۔

کشف علم غیب نہیں ہے:

(۱) حافظ ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) "کشف" کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"لیس ھذا من علم الغیب"

یہ کشف علم غیب نہیں ہے۔ **(کتاب الروح: ص ۲۳۸)**

(۲) محدث عبد الغنی المجددی مہاجر مکیؒ (م ۱۲۹۶ھ) فرماتے ہیں کہ

"ومع ھذا لا یخرج عن درجۃ الظن ولا یدخل فی حد العلم فافترقا"

اس کے باوجود کشف نہ آدمی کے گمان کے درجہ سے نکلتا ہے اور نہ علم غیب کی درجہ میں داخل ہوتا ہے۔ لہذا کشف اور علم غیب مختلف ہوگئے۔(**انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ للشیخ عبدالغنی: ص ۲۹۳، طبع قدیمی، کراچی**)

(۳) یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا:

"فيه دلالة على جواز اطلاع الولي على المغيبات بإطلاع الله تعالى له ولا يمنع من ذلك ظاهر قوله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحدا إلا من ارتضى من رسول "

اس (حدیث) میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مطلع کرنے سے ولی کا مغیبات (غیب کی چیزوں) پر مطلع ہونا ممکن ہے اور یہ [یعنی ولی کو کشف ہونا] کتاب اللہ کی آیت "**عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحدا إلا من ارتضى من رسول** " کے ظاہر کے خلاف نہیں ہے۔(**فتح الباری: ج ۱۱: ص ۳۴۷**)

لہذا کشف علم غیب نہیں ہے۔ بلکہ یہ دونوں مختلف چیزیں ہے۔

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 1......)

محترم جناب سرفراز حسن خان حمزہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل غیر مقلدین نے دیو بندیوں کے عقائد کو کفریہ وشرکیہ قرار دینے کی مہم چلا رکھی ہے، وہ لوگ فروعی مسائل میں پے در پے شکستوں سے دوچار ہوئے تو اب فروع کے بجائے عقائد کو تختۂ مشق بنا رہے ہیں۔جن عقائد کو انہوں نے کفریہ قرار دیا ہے ان میں ''وحدۃ الوجود'' بھی ہے۔

بندہ کے پاس کئی مضامین لکھے ہوئے غیر مطبوعہ موجود ہیں، مگر چونکہ دورِ حاضر میں اس کی شدید ضرورت ہے کہ خود غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت کیا جائے، اس لیے بندہ نے آپ کے مجلّہ کے لیے یہی مضمون ''وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت'' ارسال کرنا پسند کیا ہے۔امید ہے آپ بھی اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے شائع فرمائیں گے۔

بندہ نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ کا یہ عزم رہے کہ کبھی فرصت اور وسائل ساتھ دیں تو مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ کے حالات زندگی کے حوالہ سے کوئی ''خاص نمبر'' شائع کرنا ہے۔اس پر آپ نے ''ان شاء اللہ'' کہا تھا، اُمید ہے کہ یہ ارادہ اب بھی آپ کے عزائم میں زندہ وتابندہ ہوگا۔اللہ پاک توفیق خیر سے نوازیں۔آمین۔والسلام......رب نواز......دار العلوم فتحیہ، احمد پور شرقیہ، بہاولپور

---

(۱)......پروفیسر عبد اللہ بہاولپوری غیر مقلد فرماتے ہیں:

''ہمارا اہل حدیثوں کا سلسلہ میاں نذیر حسین صاحب اور پھر دوسرے ان کے شاگرد وغیرہ ہیں، سب تصوف کے قائل ہیں، کوئی وحدت الوجود کا شکار ہے، کوئی وحدت الشہود کا شکار ہے۔''

[خطبات بہاولپوری صفحہ ۲۸۶]

میاں نذیر حسین کو غیر مقلدین ''شیخ الکل فی الکل'' مانتے ہیں۔

(۲)......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں:

''مذہب وحدۃ الوجود اور مذہب وحدۃ الشہود دونوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو جس طرح ایک جانب بہت سے دلائل ہیں اسی طرح دوسری طرف بھی بہت سی دلیلیں ہیں، ہم پر اعتقاداً لازم ہے کہ ہم کسی جانب

بھی ضلالت اور گمراہی کا خیال دل میں نہ لائیں، کیونکہ اس میں بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے۔'' [مأثر صدیقی، حصہ چہارم، صفحہ ۳۹]

نواب صاحب کو غیر مقلدین کے حلقہ میں ''مجدد'' مانا جاتا ہے۔(مقدمہ الحط ،ص ۱۰)

انہوں نے وحدت الوجود کو ''دلائل سے ثابت شدہ'' عقیدہ قرار دیتے ہوئے اسے گمراہی قرار ددینے سے انکار کردیا۔

(۳)......نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدت الوجود کا مسئلہ عوام کے فہم سے باہر ہے، بلکہ خواص بھی چکراتے ہیں اور حاصل وحدتِ وجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور ما بہ الموجودیۃ، یہ عین خدا ہے اور تمام ممکنات اس وجود اور وجود حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہیں۔ یا۔ پرتو اور عکس کی مثال وحدت شہود میں دو، اور وحدتِ وجود میں یوں کہو کہ وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے، لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار وجود مطلق ہے، جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے۔ [رفع العجاجه عن سنن ابن ماجه، جلد ۱، صفحہ ۵۰۷]

وحید الزمان صاحب کو غیر مقلدین کی طرف ''امام اہل حدیث'' کہا گیا ہے۔''

[سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۴۲]

(۴)......غیر مقلدین کے مشہور عالم عبداللہ روپڑی صاحب، وحدۃ الوجود کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''توحید الٰہی: یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنی ذات میں بغیر اس کے دوسرا اس کی طرف وحدت کی نسبت کرے ازل میں ہمیشہ وحدت سے موصوف رہا' چنانچہ حدیث میں ہے **کان اللہ ولم یکن معه شیء** یعنی خدا تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری شیء نہ تھی اور اب بھی اس طرح ہے اور ابدالاباد اسی طرح رہے گا، چنانچہ قرآن مجید میں ہے ''**کل شئیء هالک الا وجهه**'' یعنی ہر شے ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شے ہلاک ہوجائے گی، بلکہ ہالک کہا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے، اس کی مثال اس طرح ہے جیسے رسی جلادی جائے تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہوچکی ہوتی ہے، اس حالت کے مشاہدہ کے لئے قیامت کا حوالہ دینا محجوبوں کے لیے ہے ورنہ اربابِ بصیرت اور اصحابِ مشاہدہ جو زمان ومکان کے تنگ کوچہ سے گزر کر خلاصی پاگئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک ادھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی یعنی محجوبوں کے لیے جو مشاہدہ قیامت کو ہوگا اربابِ بصیرت کیلئے اس وقت ہو رہا ہے......اور ''توحیدِ الٰہی'' ''وحدۃ الوجود'' ہے۔ یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیا (ابن عربی وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی

ہیں، متقدمین کی کتب میں نہیں، ہاں مراد ان کی صحیح ہے۔'' (فتاویٰ اہلحدیث جلد ا صفحہ ۱۵۲)

روپڑی صاحب نے علامہ ابن عربی کی اصطلاح ''وحدۃ الوجوذ'' کو نہ صرف صحیح قرار دیا ہے بلکہ اسے ''توحید الٰہی'' باور کرایا ہے۔ روپڑی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں اگر دوسری شیء کا نقشہ اس کے سامنے آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہوجاتا ہے، گویا ہر جگہ اسکو محبوب ہی محبوب نظر آتا ہے، خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہوجائے تو چونکہ تمام اشیاء اور آثار اس کی صفات کا مظہر ہیں اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کو ہر شے سے خدا نظر آتا ہے وہ شے نظر نہیں آتی، جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر۔

(فتاویٰ اہلحدیث جلد ا صفحہ ۱۵۳)

جس کو ہر شے سے خدا نظر آتا ہے اسے روپڑی صاحب ''خدائی عاشق'' قرار دے رہے ہیں، گویا ان کے نزدیک ''وحدۃ الوجوذ'' کا قائل ''خدائی عاشق'' ہے۔ اب یہ فیصلہ موجودہ غیر مقلد علماء کریں کہ خدائی عاشق سے محبت رکھی جائے یا بغض......؟

عبداللہ روپڑی کو غیر مقلدین استاذ العلماء، افضل الفضلاء کہتے ہیں (ہدایۃ المستفید ج ا، ص ۱۰۵)

(۵)......ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد، وحدۃ الوجود کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ، جلد ا، ص ۳۳۴)

امرتسری مذکور کو غیر مقلدین امت محمدیہ کا ہیرو کہتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ، ص ۳۷۶)

ہماری نقل کردہ عبارات سے ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی ''وحدۃ الوجوذ'' کے قائل تھے، مجددِ غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان نے ''وحدۃ الوجوذ'' والوں کو ''بادلیل'' کہا ہے۔ غیر مقلدین کے افضل العلماء عبداللہ روپڑی اور ان کے مذہبی ہیرو ثناء اللہ امرتسری نے ابن عربی کے ''وحدۃ الوجوذ'' والے عقیدہ کو صحیح قرار دیا ہے، جبکہ امام اہلحدیث وحید الزمان نے نہ صرف اسے صحیح کہا بلکہ مخالفین کو چکرانے والا بتایا ہے کہ عوام بلکہ خواص اس میں چکرا جاتے ہیں۔ وحید الزمان صاحب آج زندہ ہوتے تو ان سے لوگ پوچھتے کہ ''وحدۃ الوجوذ'' کے مسئلہ میں چکرانے والے لوگوں میں زبیر علی زئی صاحب بھی ہیں یا نہیں......؟ جنہوں نے اسے کفریہ عقیدہ قرار دیا ہے۔

(جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 2......)

ابن عربی کا مسلک

آل غیر مقلدیت کے مایہ ناز مصنف زبیر علی زئی غیر مقلد نے ابن عربی کو وحدۃ الوجود کا بڑا داعی لکھا ہے۔(توضیح الاحکام،جلد۱۔صفحہ۶۳)

وحدۃ الوجود کے یہ بڑے داعی غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق اہلحدیث وغیر مقلد تھے۔

۱......غیر مقلدین کی کتاب ''الحیات بعد الممات'' میں لکھا ہے:

''شیخ (میاں نذیر حسین دہلوی، ناقل) کو پچھلے زمانہ میں سید الطائفہ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ کا ہی مسلک راجح معلوم ہوا جیسا کہ فتوحات مکیہ جلد ثانی ۱۸۳ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے **"والتقلید فی دین اللہ لایجوز عندنا، لاتقلید حی ولا میت."** اللہ کے دین میں ہمارے ہاں کسی کی تقلید جائز نہیں ہے، نہ زندہ کی نہ مرہ کی۔'' (الحیات بعدالممات ص۱۶۲)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک ابن عربی تارکِ تقلید بلکہ مخالف تقلید ہیں۔

۲......کرم الجلیلی صاحب غیر مقلد نے ''مانعین تقلید کے اسمائے گرامی'' کا عنوان قائم کر کے پندرہویں نمبر پر ''حضرت شیخ محی الدین بن عربی'' لکھا ہے۔(صحیفہ اہلحدیث ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ۔صفحہ۱۳)

۳......امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب، ابن عربی کی تردید کرنے والوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"لو نظروا فی الفتوحات لعرفوا ان الشیخ رحمہ اللہ من اھل الحدیث اصولا وفروعا ومن اشد الرادین علیٰ ارباب التقلید"

اگر یہ لوگ فتوحات مکیہ کو دیکھ لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ بلاشبہ شیخ (ابن عربی) رحمہ اللہ اصول وفروع میں اہلحدیث ہیں اور ارباب تقلید پر سخت رد کرنے والوں میں سے ہیں۔'(ھدیۃ المھدی ج۱،ص۵۱)'

۴......علماء کرام خوب جانتے ہیں کہ ابن عربی کا تعلق صوفیا کرام سے ہے اور ابو الاشبال احمد صغیر شاغف غیر مقلد کی تصریح کے مطابق صوفیا کا گروہ تارک تقلید بالفاظ دیگر غیر مقلد ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ترکِ تقلید صوفیوں کا بھی مسلمہ اصول ہے اور اہلحدیث کا بھی۔'' (مقالات شاغف، ص ۲۶۵)

معلوم ہوا کہ بتصریح شاغف صوفیا کرام غیر مقلد ہیں اور انہی صوفیاء میں ابن عربی ہیں۔

۵......امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب، ابن عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

''وہ تو مسلمان اور پھر اہلحدیث میں سے تھے۔'' (تیسیر الباری، ج۴، ص۳۲۶)

ابن عربی کا مقام و مرتبہ

۱......امام خان نوشہروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''میاں (نذیر حسین دہلوی) صاحب مرحوم علمائے متقدمین کی بہت عزت کرتے، شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا نام شیخ اکبر اور اکثر خاتم الولایۃ المحمدیہ کے خطاب سے پکارتے۔''

(تراجم علمائے حدیث ہند، ص۱۴۶)

میاں نذیر حسین دہلوی کے سوانح نگار فضل حسین بہاری صاحب لکھتے ہیں:

''صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح میں آپ جس وقت کتاب الرقاق پڑھاتے اور نکات تصوف کو بیان فرماتے تو خود کہتے، صاحبو! ہم تو احیاء العلوم کو یہاں دیکھتے ہیں، اسی لیے طبقہ علماء کرام میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور خاتم الولایۃ المحمدیہ فرماتے۔'' (الحیات بعد الممات، ص۲۲۴)

۲......فضل حسین بہاری صاحب مذکورہ عبارت تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اور بات بھی یہی ہے، علم ظاہر و باطن کی ایسی جامعیت ندرت سے خالی نہیں۔'' (حوالہ مذکورہ)

۳......میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ اکبر کبریت احمر۔'' (معیار الحق، صفحہ ۱۸۹)

۴......غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''نواب (صدیق حسن خان) صاحب مرحوم، شیخ ممدوح (ابن عربی) کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح کو ''شیخ اکبر'' لکھتے ہیں۔ (معیار الحق، ص ۱۲۸) حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں...... خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں۔ رحمہ اللہ۔'' (فتاویٰ ثنائیہ، صفحہ ۳۳۴، جلد۱)

۵......امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے اصحاب میں سے شیخ صفی الدین نے کہا کہ ابن عربی کے متعلق میرا مذہب شیخ الاسلام حافظ سیوطی والا ہے اور وہ ان (ابن عربی) کی ولایت کا عقیدہ رکھنا ہے۔'' (ھدیۃ المھدی، ج۱، ص۵۱)

وحیدالزمان صاحب نے ابن عربی کو علمائے اہلحدیث کا پیشوا بھی قرار دیا ہے۔
(لغات الحدیث، ج۲،ص۱۳، کتاب ص)

۶......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بالجملة فماله من المنامات والكرامات لاتحصره مجلدات وهو حجة الله الظاهرة وآياته الباهرة."

خلاصہ کلام یہ کہ شیخ ابن عربی کے خوابوں اور کرامات کا احاطہ کئی جلدوں میں بھی نہیں ہوسکتا، وہ اللہ کی ایک ظاہری حجت ودلیل اور واضح نشانیوں میں سے ہیں۔'' (التاج المکلل،صفحہ۱۷۶)

نواب صاحب نے ابن عربی کی تعریف وتوصیف اوران کے دفاع میں چھ سات صفحات خرچ کیے ہیں، آخر میں لکھا:

"فجزاه الله عنا وعن سائر المسلمين وافاض علينا من انواره وكسانا من حلل اسراره وسقانا من حمياشرابه وحشرنا فی زمرة احبابه بجاه سيد اصفياه وخاتم انبياء ه صلى الله عليه وسلم.

پس اللہ تعالیٰ انہیں ہماری اور سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے انوارات سے ہمیں مستفید فرمائے، ان کے اسرار و باطن کا لباس ہمیں پہنائے، ان کی شراب علم کی حرارت سے ہمیں سیراب فرمائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ ومرتبہ کے صدقہ میں ہماری یہ دعا قبول فرمائے۔'' (التاج المکلل،صفحہ۱۸۰)

۷......فیاض علی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ جو علماء ابرار اور صوفیاء کبار میں سے ہیں۔''
(اہلحدیث اور سیاست،صفحہ۲۰۷)

۸......عبدالسلام مبارکپوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صوفی صافی امام محی الدین ابن عربی۔'' (سیرۃ البخاری،صفحہ۳۰۹)

۹......داؤد غزنوی صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھا ہے:

''آپ نے ابن عربی کا تذکرہ تعظیم وتکریم کے ساتھ کیا۔'' (سوانح مولانا داؤد غزنوی،ص۸۸)

داؤد غزنوی صاحب نہ صرف ابن عربی کو معظم ومکرم سمجھتے ہیں بلکہ وہ انہیں اپنا بزرگ بھی قرار دیتے ہیں، ان کی ایسی عبارات ہمارے اس مضمون میں ''ابن عربی کا دفاع'' کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ (جاری۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 3......)

نوٹ: (۱)......اس مضمون کی اول قسط میں سب سے پہلی بات (نمبر۱) کا حوالہ [خطبات بہاولپوری، ص:۲۸۶] دیا گیا تھا، وہ خطبات بہاولپوری کے پرانے ایڈیشن کے مطابق تھا، جس پر جلد نمبر درج نہیں تھا، نئے ایڈیشن کے مطابق اس کا حوالہ یہ ہے [خطبات بہاولپوری، ص:۲۳۶، ج:۱، خطبہ۱۳] نیز یہی بات ڈاکٹر شفیق الرحمٰن غیر مقلد نے بھی نقل کی ہے۔ [اہل توحید کے لیے لمحہ فکریہ، ص:۲۲......مشمولہ: رسائل اہل حدیث، ج:۲]
(۲)......قسط نمبر دو (۲) کے آخری الفاظ یوں ہیں: ''داؤد غزنوی صاحب نہ صرف ابن عربی کو معظم ومکرم سمجھتے ہیں بلکہ وہ انہیں اپنا بزرگ بھی قرار دیتے ہیں۔ اس کا ثبوت ہمارے اس مضمون میں ''ابن عربی کا دفاع'' کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ [ادارہ]

ابن عربی کی تعریف میں وسعت ظرفی

غیر مقلدین کے مذکورہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ''وحدۃ الوجود'' کا نظریہ رکھنے والے ابن عربی کا بہت بڑا مقام ہے۔ انہوں نے ان کی تعریف وتوصیف میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے میں ''وسعت ظرفی'' سے کام لیا ہے، حتیٰ کہ ان کی مدح سرائی میں وہ باتیں بھی کہہ دیں جو دوسروں کے حق میں جائز نہیں سمجھتے۔ اس اجمال کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں

(۱)......غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ: ''کوئی بھی ''مقلد'' ولی نہیں ہوسکتا۔'' [رسائل بہاولپوری ص:۵۰]

یعنی احناف، شوافع، مالکیہ اور حنابلہ میں سے کوئی بھی ولایت حاصل نہیں کرسکتا، ولایت کے حصول تک غیر مقلد ہی پہنچ سکتا ہے۔ جس طبقہ نے مقلدین کو ولی تسلیم نہیں کیا اسی کے چیدہ علماء نے ابن عربی کو نہ صرف ولی تسلیم کیا بلکہ انہیں ''خاتم الولایة المحمدیه'' کا اعزاز بھی دے دیا۔

(۲)......غیر مقلدین کو کہیں لکھا مل گیا کہ: ''اب اجتہاد کا دروازہ بند ہوگیا ہے'' تو اس پر انہوں نے شور مچا دیا اور کہا ''اجتہاد کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔'' [مقالات اثری، ص:۱۴]

حیرت ہے جس طبقہ نے ''اجتہاد کے دروازہ بند'' والی عبارت پر واویلا کیا اسی طبقہ کے لوگوں نے ''ولایت'' کو ختم کر کے ابن عربی کو ''خاتم الولایة المحمدیه'' مان لیا ہے۔

(۳)......غیر مقلدین نے امام ابوحنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کو ''امام اعظم'' کہنے پر اعتراض کیا کہ امتی

''امام اعظم''، نہیں ہوسکتا، مگر ابن عربی کو ''شیخ اکبر'' قرار دیتے وقت اس ضابطہ کو دفن کر دیا اور امتی کو ''شیخ اکبر'' تسلیم کرلیا۔[**الحیات بعدالممات**، ص:۶۱۲] سوال یہ ہے کہ امتی اگر ''امام اعظم'' نہیں بن سکتا تو ''شیخ اکبر'' کیسے بن گیا؟ بالفاظ دیگر اگر ''امام اعظم'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ''شیخ اکبر'' بھی تو آپ کے اصول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوسکتے ہیں۔

(۴)......آل غیر مقلدیت کے ایک عالم نے مسلم شریف کے راوی ''عبدالرحمٰن بن اسحاق مدنی'' کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ''صدوق'' تو ہے مگر ''امام'' کے مرتبہ پر فائز نہیں۔[مولانا سرفراز اپنی تصانیف کے آئینہ میں، ص:۱۰۱]

ایک طرف مسلم کے راویٔ صدوق محدث کو ''امام'' کہنا درست نہیں اور دوسری طرف اسی کی جماعت کے لوگوں نے ابن عربی کو ''امامت'' کا درجہ دے دیا۔[سیرۃ البخاری، ص:۳۰۹]

(۵)......آل غیر مقلدیت کا کہنا ہے کہ: ''فوت شدہ انسان کا وسیلہ دے کر دعا کرنا درست نہیں ہے۔''

مگر دوسری طرف ان کے عالم نے جب ابن عربی کے حق میں دعا کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کی ہے جیسا کہ ہم ماقبل میں نقل کر چکے ہیں۔

معلوم ہوا کہ آل غیر مقلدیت نے ابن عربی کو خراج عقیدت پیش کرنے میں انتہائی ''وسعت ظرفی'' کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ وہ کام بھی کر گئے جو ان کے حلقہ میں ممنوع ہیں۔

(۶)......آل غیر مقلدیت کے ایک بزرگ نے لکھا کہ: ''رضی اللہ عنہ'' کا دعائیہ جملہ صحابہ کرام کے لیے مختص ہے، کسی اور کے نام کے ساتھ یہ لکھنا درست نہیں، لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نام کے ساتھ نہ لکھا جائے۔
[تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ، ص:۹۱]

مگر غیر مقلدین کی کتاب [**الحیات بعدالممات**، ص:۶۱۲] پر ''شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ'' لکھا ہوا ہے۔

عجیب بات ہے کہ خیر القرون کے امام ابوحنیفہ کو ''رضی اللہ عنہ'' کی دعا دینے پر اعتراض اور ''ابن عربی رضی اللہ عنہ'' لکھے جانے پر مہر سکوت؟

(۷)......غیر مقلدین اپنی خاص اصطلاح کے مطابق امام ابوحنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کو ''اہل الرائے'' کہتے ہیں، مگر اس کے برعکس شیخ ابن عربی کو ''اہل حدیث'' قرار دیتے ہیں، یعنی اپنے زعم کے مطابق جو مقام وہ امام ابوحنیفہ کو دینے کے لیے تیار نہیں وہ شیخ ابن عربی کو عطا کر چکے ہیں۔

(۸)......غیر مقلدین حضرات، مقلدین کو تو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی سمجھتے ہیں، لیکن شیخ ابن عربی کو مقربان الٰہی میں سے قرار دیتے ہوئے عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔(جاری ہے۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 4......)

(۹)......آل غیر مقلدیت کہتے ہیں تقلید جہالت ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے......لیکن اس کے برعکس شیخ ابن عربی کو علماء میں شمار کیا ہے۔[الحیاۃ بعد المماۃ۔ص:۲۲۴۔اہلحدیث اور سیاست،ص:۲۰۷]

(۱۰)......عبداللہ روپڑی غیر مقلد نے فتویٰ دیا کہ بے نماز کافر ہے۔[فتاویٰ اہلحدیث،ج:۲،ص:۳۷]مگر جب ابن عربی کی تکفیر کی باری آئی تو محتاط بن گئے اور انہیں یہ اصول یاد آ گیا

''غرض حتی الوسع فتویٰ میں احتیاط چاہیے جب تک پوری تسلی نہ ہو فتویٰ نہ لگانا چاہیے۔''

[فتاویٰ اہل حدیث،ج:۱،ص:۱۵۵]

(۱۱)......آل غیر مقلدیت کہتے ہیں کہ امت میں کوئی بھی ہمارا پیشوا نہیں ہے......مگر وحید الزمان غیر مقلد نے ابن عربی کو اہلحدیث کا پیشوا لکھ دیا۔[لغات الحدیث،ج:۱،ص:۱۳]

(۱۲)......امام اہلحدیث وحید الزمان نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے پانچ صحابہ کو فاسق کہہ دیا۔[نزل الابرار،ج:۳،ص:۹۴]......لیکن ابن عربی کا خوب دفاع کرتے ہیں وہ کونسی خوبی ہے جو صحابہ کرام میں نہیں تھی اور وہ ابن عربی میں وحید الزمان کو نظر آتی تھی؟ کہ وہ اُن سے متنفر ہیں اور ابن عربی کے عقیدت مند؟

(۱۳) آل غیر مقلدیت کہتے ہیں:

''کتنی پاک دامن عورتوں کی شرمگاہیں جو حرام تھیں، ابوحنیفہ کی بدولت حلال کر دی گئیں۔''

[حقیقۃ الفقہ،ص:۵۳]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق تو یہ ریمارکس ہیں مگر ابن عربی کو'علمائے ابرار'' میں شمار کیا گیا۔

[اہلحدیث اور سیاست،ص:۲۰۷]

ابن عربی کا دفاع

پچھلے صفحات میں ہم نے غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا نقل کر دیا ہے اور یہ بھی کہ ابن عربی ان کے نزدیک اہلحدیث و غیر مقلد ہیں اس لیے وہ ''وحدۃ الوجود'' اور ابن عربی کا دفاع بھی کیا کرتے ہیں، چند دفاعی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)......غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور مذہبی ہیرو ثناء اللہ امرتسری صاحب، ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بڑی وجہ مخالفت کی مسئلہ ''وحدۃ الوجود'' ہے، سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے، جیسی اس کی تفسیر کی جائیگی ویسا ہی اثر ہوگا، خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے جس کا ذکر کبھی ''اہلحدیث'' (اخبار) میں کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ خفگی کی ''ایمانِ فرعون'' ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ ''فتوحات'' اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے۔ شیخ موصوف نے فتوحات میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماؤل۔'' [فتاویٰ ثنائیہ، جلد: ۱، ص: ۳۳۴]

(۲)......امام خان نوشہروی غیر مقلد اپنی جماعت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے حالات میں لکھتے ہیں:

''قاضی بشیر الدین قنوجی، ابن عربی کے اشد مخالف تھے اور ابن عربی رحمہ اللہ کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے، میاں (نذیر حسین) صاحب سے صرف شیخ اکبر پر مناظرہ کرنے کے لیے دہلی تشریف لائے، دو ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر کا احترام ہاتھ سے جانے نہ دیا اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہوگئے۔ اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی نے بھی کئی روز شیخِ اکبر پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دوران گفتگو میں ''فصوص الحکم'' پیش کرتے رہے، میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ ''فتوحات مکیہ'' شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے، اس پر مولانا شمس الحق حقیقت کو پا کر خاموش ہوگئے۔''

[تراجم علمائے حدیث، ص: ۱۴۶]

(۳)......غیر مقلدین کے محدث اعظم عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''ابن عربیؒ، رومیؒ اور جامیؒ کے کلمات اس توحید (وحدۃ الوجود) میں مشتبہ ہیں، اس لیے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں، بعض برا۔ ابن تیمیہ وغیرہ ابن عربی سے بہت بدظن ہیں، اسی طرح رومیؒ اور جامیؒ کو کئی علماء برا کہتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جامی کا کلام اوپر نقل ہو چکا ہے اور وہ درحقیقت ابن عربیؒ کا ہے، کیونکہ ابن عربی: کی کتاب ''عوارف المعارف'' سے مأخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوء ظنی ٹھیک نہیں، اسی طرح رومی کو خیال کر لینا چاہیے۔ غرض حتی الوسع فتویٰ میں احتیاط چاہیے، جب تک پوری تسلی نہ ہو فتویٰ نہ لگانا چاہیے خاص (کر) جب وہ گذر چکے ہیں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا تو اب کرید کی کیا ضرورت؟ بلکہ صرف اس آیت پر اکتفا کرنی چاہیے **تلک امۃ قد خلت لھا**

ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانو یعملون."[فتاویٰ اہلحدیث، ج:۱،ص:۱۵۵]

(۴)......غیر مقلدیت کے امام وحید الزمان صاحب، ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ ان کے قلم سے نکلے ہیں ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے یعنی اس وجود کا سایہ ہے، دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں، ورنہ ہم اپنی بقاء میں معاذ اللہ خدا سے بے پرواہ ہوجائیں گے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل درویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے۔''[تیسیر الباری، ج:۴،ص:۳۲۶طبع تاج کمپنی]

وحید الزمان صاحب مزید لکھتے ہیں:

'''' **اللازم علیٰ اھل الحدیث متابعة ظواھر الکتاب والسنة والسکوت عن الشیخ**'' ''اہل حدیث پر کتاب وسنت کے ظاہر کی تابعداری اور شیخ (ابن عربی) سے سکوت اختیار کرنا لازم ہے۔''[**ھدیة المھدی**، ج:۱،ص:۵۱]

وحید الزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''شیخ مجدد الف ثانی نے فرمایا: ''میں شیخ ابن عربی کا مخالف اور اس مسئلہ میں انہیں خطا اور غلطی پر سمجھتا ہوں لیکن اس کے باوجود وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں اور جو شخص ان کی مذمت یا رد کرتا ہے وہ خطرے میں ہے۔''[**ھدیة المھدی**، ج:۱،ص:۵۱]

وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کی تردید کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے لکھا:

''**عندی انھم لم یفھموا مراد الشیخ ولم یمعنوا النظر فیه**' میرے نزدیک حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ شیخ ابن عربی کا مطلب نہیں سمجھ سکے، ان کی مراد سمجھنے میں انہوں نے غور نہیں کیا۔''

[**ھدیة المھدی**، ج:۱،ص:۵۱]

(۵)......میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے سوانح نگار فضل حسین بہاری صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا ابو الطیب شمس الحق نے بھی میاں (نذیر حسین) صاحب سے کئی دن متواتر شیخ اکبر کی نسبت بحث کی اور ''فصوص الحکم'' (مؤلفہ) شیخ اکبر پر اعتراضات جمائے، میاں صاحب نے پہلے تو بہت سمجھایا مگر جب دیکھا کہ ابھی ''**لانسلم**'' ہی کے کوچہ میں یہ ہیں تو فرمایا کہ ''فتوحات مکیہ'' آخری تصنیف، شیخ اکبر کی ہے، اس لیے اپنی سب تصانیف ماسبق کی یہ ناسخ ہے، اس جملہ پر یہ بھی سمجھ گئے۔''

[**الحیاة بعدالمماة**،ص:۲۲۵]

(۶)......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن عربی اور شیخ احمد سرہندی کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے چیدہ بندوں میں سے ہیں اور جن اعتراضات کا انہیں نشانہ بنایا گیا ہمیں ان کی کوئی پرواہ نہیں۔''

[ھدیۃ المھدی، ج:۱،ص:۵۱]

آل غیر مقلدیت کی ان عبارتوں سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ انہوں نے ابن عربی کا بھرپور دفاع کیا ہے، اس دفاعی سلسلہ میں کئی روز تک محفل مناظرہ جمائے رکھی بالآخر ابن عربی کے مخالف کو زیر کر دیا، ابن عربی پر فتویٰ لگانے سے منع فرمایا، ان کے کلام میں تاویل کی، ان کی مخالفت کو ممنوع قرار دے کر سکوت کا حکم جاری فرمایا، یہ بھی کہا ہے کہ جنہوں نے ابن عربی کا رد لکھا ہے وہ ان کی مراد کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں، انہوں نے غور وخوض کیے بغیر سرسری نظر سے کام چلایا اور سب سے بڑھ کر یہ شاہی فرمان بھی سنا دیا جو ابن عربی کی مخالفت و مذمت کرتا ہے وہ خطرے میں ہے۔ دورِ حاضر میں زبیر علی زئی وغیرہ جو ابن عربی کی مخالفت میں پیش پیش ہیں وہ بھی اس خطرے سے واقف رہیں۔ شاید یہی وہ خطرہ تھا کہ غیر مقلدین کے مسلّم پیشوا قاضی شوکانی [تاریخ اہلحدیث، ص:۱۴۷] نے ابن عربی پر فتویٰ بازی کی مہم سے رجوع کر لیا تھا۔

(۷)......ڈاکٹر اسرار صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن عربی کے متعلق حضرت (داؤد غزنوی غیر مقلد، ناقل) کا تعظیم آمیز کلمہ تو بہت ہی حیرانی کا موجب ہوا، چنانچہ جمعہ کے بعد جب ایک جگہ کھانے پر ملاقات ہوئی تو مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے عرض کر ہی دیا کہ حضرت! آپ نے ابن عربی کا تذکرہ تعظیم و تکریم کے ساتھ کیا، حالانکہ امام ابن تیمیہ کی رائے ان کے بارے میں بہت سخت ہے، اس کا جو جواب مولانا (داؤد غزنوی، ناقل) مرحوم نے دیا وہ اس قابل ہے کہ سنہری حروف سے لکھا جائے اور دین کے تمام خادم اس کو حرزِ جان بنالیں، میری بات سُن کر مولانا نے قدرے توقف کے بعد فرمایا: ''ڈاکٹر صاحب! ابن تیمیہ اور ابن عربی دونوں ہی ہمارے بزرگ ہیں، اپنے آپس کے اختلاف کو وہ جانیں، ہم خورد ہیں اور خورد رہنے ہی میں عافیت سمجھتے ہیں۔'' مولانا نے یہ الفاظ اتنے شدید تأثر کے ساتھ فرمائے کہ ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔''

[سوانح مولانا داؤد غزنوی، ص:۸۸]

(۸)......وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''منہ پھٹ اور زبان دراز بے ساختہ کلمات ناشائستہ علماء کی نسبت نکال دیتے ہیں، اس کا انجام بہت برا ہے۔ ہم کو شیخ ابن عربی سے محبت ہے اور ابن تیمیہ اور شوکانی سے بھی، ابن جوزی سے بھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی۔'' [لغات الحدیث، ج:۱،ص:۴۸] (جاری ہے۔۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 5......)

(۹)......غیر مقلدین کی کتاب ''قافلہ حدیث'' سے جامعہ سلفیہ کے ایک استاد کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

''ابن عربی کا ذکر آیا تو جامعہ سلفیہ بنارس کے استاد نے اچھی خاصی نرمی کے ساتھ ان کا ذکر کیا اور کہا کہ ان کو وہ مقام ملنا چاہیے جس کے وہ مستحق ہیں اور بہت سے بزرگ ہیں جو ان کو مانتے ہیں اور ان کے قائل ہیں۔'' [قافلہ حدیث۔ص:۲۱۰]

جامعہ سلفیہ بنارس آل غیر مقلدیت کا مدرسہ ہے۔

(۱۰)......علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ابن عربی کے دفاع میں ایک مستقل کتاب لکھی، جس کا نام "تنبیہ الغبی علیٰ تنزیه ابن عربی" ہے۔[التاج المکلل،ص:۱۲۴]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک تارک تقلید تھے، بلکہ زبیر علی زئی کے بقول انہوں نے تقلید کے رد پر ایک عظیم الشان کتاب بھی لکھی ہے۔[علمی مقالات، ج:۳۔ص:۵۷]

(۱۱)......علامہ ابن تیمیہ، "مجموعة الرسائل والمسائل"،ص:۱۷۶ میں رقم طراز ہیں۔ترجمہ:

''ابن عربی اتحادی وجودیوں میں سے اسلام کے سب سے زیادہ قریب ہے، اور اس کا کلام بہت سے مقامات پر سب سے زیادہ اچھا ہے، چنانچہ وہ ظاہر اور مظاہر (خالق اور مخلوق) میں فرق کرتا ہے، اس لیے امر ونہی اور شریعت کو جُوں کا تُوں تسلیم کرتا (اور واجب العمل گردانتا) ہے۔''

[الاعتصام، اشاعت خاص، بیاد: عطاءاللہ حنیف بھوجیانی۔ص:۳۱۴]

(۱۲)......آل غیر مقلدیت کے پرچہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے:

''امام شوکانیؒ شروع شروع میں ابن عربی وغیرہ پر سخت تنقید بلکہ اس کی تکفیر بھی کرتے رہے، لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔ دیکھئے البدر الطالع۔ج:۲،ص:۳۲ تا ۳۹۔علامہ جلال الدین سیوطی اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کا مؤقف تقریباً ایک ہی ہے کہ ابن عربی کا نظریہ وحدۃ الوجود ان کے کشف میں غلطی کا نتیجہ ہے، اس لیے اسے تو تسلیم نہیں کیا جا سکتا، البتہ ان کی ولایت میں کوئی شک وشبہ نہ ہونا چاہیے۔'' [الاعتصام، اشاعت خاص، بیاد: عطاءاللہ حنیف بھوجیانی۔ص:۳۱۴]

(۱۳)......آل غیر مقلدیت کے ''خاتم المحدثین'' نواب صدیق حسن خان، ابن عربی کے ترجمہ میں دفاعی عبارت نقل کرتے ہیں:

"ومانسب اليهم اى المشائخ كابن عربى وغيره له محامل، الاول:انه لم تصح نسبته اليهم۔ الثانى:بعدالصحة يلتمس له تاويل موافق فان لم يوجد له التاويل فى الظاهر فله تاويل فى الباطن لم نعلمه وانما يعرفه العارفون۔

ابن عربی وغیرہ مشائخ کی طرف جو غلط باتیں منسوب کی گئی ہیں، ان کے کئی محمل ہیں۔ اول: یہ کہ ان کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں۔ دوم: یہ ہے کہ ان باتوں کے صحیح ہونے کے بعد کوئی موافق تاویل تلاش کی جائے گی، اگر بظاہر کوئی تاویل نہ پائی جائے تو اس کی باطنی تاویل ہوگی جس کا ہمیں علم نہیں، اسے عارفین ہی جانتے ہیں۔'' [التاج المکلل، ص:۱۲۴]

اگر کوئی سوال کردے کہ اس عبارت کی کوئی باطنی تاویل بھی نہ ہو سکے تو پھر؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عبارت حالتِ سکر (نشہ) پر محمول ہوگی، جس پر مواخذہ نہیں۔ اور یہ تیسرا محمل ہے۔ [التاج المکلل، ص:۱۲۴]

(۱۴)......نواب صاحب ہی لکھتے ہیں:

''وحدت الوجود کے اثبات یا ابطال میں لب کشائی نہ کرنی چاہیے، اگر خود ذی فہم ہے تو اپنی فہم پر قناعت کرے اور اگر وہ نہیں سمجھتا تو ان کے اقوال کو ان کے قائلین پر چھوڑ دے۔'' [مآثر صدیقی، حصہ چہارم۔ ص:۳۹]

ابن عربی کے اقوال سے استدلال وتائید

(۱) فضل حسین بہاری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''**خاتم الولاية المحمدية** شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں۔'' [الحیاۃ بعد المماۃ، صفحہ ۱۲۴]

(۲) بہاری صاحب مزید لکھتے ہیں:

''خاکسار سوانح نگار بعض عبارتیں فتوحات مکیہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی جو مناسب محل اور نہایت ہی دلچسپ ہیں اپنی طرف سے ایزاد کرتا ہے۔'' [الحیاۃ بعدالمماۃ، ص:۶۳۱]

(۳) مجدد آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان صاحب "صلوٰۃ تنجینا" کے متعلق لکھتے ہیں:

''شیخ اکبر نے اس صیغۂ درود کو ایک کنز کنوز عرش (سے) بتایا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص اس کو جوف لیل میں ہزار بار پڑھے گا اس کی حاجت دنیاوی ودینی بہت جلد درجہ اجابت کو پہنچے گی۔''

[کتاب التعویذات، ص:۱۸۲، طبع: عظیم پبلشرز لاہور]

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد ''اتباع'' کو جائز اور ''تقلید'' کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ [دین میں تقلید کا......]

علی زئی صاحب یہاں تعیین کریں کہ نواب صدیق حسن خان نے مذکورہ عبارت میں شیخ اکبر کی

اتباع کی ہے یا تقلید؟

(۴) عبدالسلام مبارک پوری غیر مقلد، اہل الرائے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صوفی صافی امام محی الدین ابن عربی......فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ امام آخرالزماں کے دشمن یہی لوگ ہوں گے۔'' [سیرۃ البخاری، ص:۳۰۹]

غیر مقلدین یہ عقدہ بھی حل فرمائیں کہ ابن عربی کو صدیوں پہلے کیسے معلوم ہوگیا کہ امام آخرالزماں کے دشمن اہل الرائے ہوں گے......؟ جبکہ کشف آپ لوگوں کے نزدیک علم غیب کے مساوی ہے۔ زبیر علی زئی جو وحدۃ الوجود کو کفر قرار دینے والے ہیں وہ بتائیں کہ مبارک پوری کا ابن عربی کی پیروی میں اہل الرائے کو مطعون کرنا ''اتباع'' کہلائے گا یا ''تقلید''......؟ اور یہ بھی فرمائیں کہ ابن عربی جب بقول مبارک پوری اہل الرائے کے مخالف ہیں وہ اہلحدیث ہی ہوں گے یا کچھ اور......؟

(۵) نسائی، ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ کتب حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھائی تو صرف اور صرف ایک مرتبہ رفع الیدین کیا۔

ابن عربی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی یوں تاویل کی ہے کہ ایک مرتبہ کا مطلب یہ ہے کہ شیعوں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے ہاتھ کو بار بار نہیں اٹھایا بلکہ ایک مرتبہ ہی اٹھایا، ایک مرتبہ کا یہ مطلب نہیں کہ شروع میں رفع یدین کیا اور رکوع والا نہیں کیا۔

ابن عربی کی یہ تاویل باطل ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ اس طرح بھی مروی ہیں ''**لم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ**'' [ترمذی] کہ فقط شروع ہی میں رفع یدین کیا۔ یعنی شروع کی رفع یدین کا اثبات ہے باقی کی نفی ہے۔ نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی تبویب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رکوع کے رفع یدین کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ''**باب رفع الیدین للرکوع**'' قائم کر کے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے رکوع کے رفع یدین کی حدیث بیان کی ہے۔ اس کے بعد باب قائم کیا ''**ترک ذالک**'' اس رکوع کے رفع یدین کا ترک۔ پھر اس باب کے تحت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا۔ حاصل یہ کہ حدیث کے الفاظ اور امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب کے پیش نظر ابن عربی کی تاویل غلط اور باطل ہے۔

لیکن بہت سے غیر مقلد حدیثِ ابن مسعود سے جان چھڑانے کے لیے ابن عربی کی غلط اور باطل تاویل کا سہارا لیتے ہیں۔ مثلاً جامعہ سلفیہ بنارس کے رئیس محمد ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کو صحیح فرض کر کے مذکورہ بالا توجیہ ہی صحیح ہے، کیونکہ ہمارے نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے تحریمہ یا غیر تحریمہ کے وقت بار بار مضطرب و متحرک گھوڑوں کی دموں کی طرح بار بار کے رفع یدین سے منع کیا اور یہی بات امام الصوفیاء ابن عربی نے کہی۔'' [سلفی تحقیقی جائزہ، ص:۵۷۲]

زبیر علی زئی صاحب! بتایئے جو غیر مقلد مصنفین حدیثِ ابن مسعود کو تاویل کی بھینٹ چڑھانے کے لیے ابن عربی کی پیروی کرتے ہیں ان کا یہ پیروی کرنا ''اتباع'' کے زمرہ میں آتا ہے یا ''تقلید'' کے زمرہ میں؟

(۶) غیر مقلدین کے استاذ الاساتذہ عبدالغفار محمدی صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ نہیں جائز کسی آیت یا خبر (حدیث) کا چھوڑنا کسی شخص کے قول کے مقابلہ میں، خواہ وہ صحابی اور امام ہی کیوں نہ ہو۔ اور جس نے ایسا کیا وہ کھلا گمراہ ہے اور اللہ کے دین سے خارج۔ فتوحات مکیہ۔'' [تین سو پچاس سوالات، ص:۲۰۵]

عبدالغفار صاحب نے یہاں اپنے زعم کے مطابق ''تقلید'' کی مذمت پر ابن عربی کے قول سے استدلال کیا ہے، مگر ہم انہیں کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اس عبارت میں جس ''تقلید'' کی مذمت کی گئی ہے وہ اہل حدیث ہونے کے دعویدار کیا کرتے ہیں، مثلاً: عبدالحق غزنوی غیر مقلد اپنی جماعت کے معزز بزرگ ثناء اللہ امرتسری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''تفسیر نبوی جس سے دیدار الٰہی اور مذہب اہل سنت و جماعت ثابت ہوتا تھا چھوڑ کر جہمیہ و معتزلہ وغیرہ منکرین دیدار الٰہی کا مقلد ہو گیا۔'' [الاربعین، ص:۱۶......مشمولہ: رسائل اھلحدیث، ج۱۔]

اس کی مزید تفصیل بندہ کی کتاب ''تقلیدی اہل حدیث'' میں بیان ہوگی، ان شاء اللہ۔

عبدالغفار محمدی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ایسا حنفی شافعی، گمراہ ضال مضل ہے۔ ابن عربی۔'' [تین سو پچاس سوالات، ص:۴۴۰]

میری معلومات کے مطابق ابن عربی نے میری معلومات کے مطابق کسی حنفی یا شافعی کا نام لے کر اسے گمراہ نہیں کہا، بلکہ مطلقاً کہا ہے کہ جو قرآن و حدیث کے خلاف کسی کی پیروی کرے وہ گمراہ ہے......اور اوپر مذکور ہوا کہ ایسی پیروی نام نہاد اہلحدیث ہی کیا کرتے ہیں، چونکہ غیر مقلدین کے طبقہ میں ابن عربی کا بہت بڑا مقام ہے وہ انہیں "خاتم الولاية المحمدية" سمجھتے ہیں اس لیے عبدالغفار صاحب نے ابن عربی کا حوالہ دے دیا تاکہ آل غیر مقلدیت ان (ابن عربی) کی شخصیت و مقام پر اعتماد کرتے ہوئے حنفیوں اور شافعیوں کو گمراہ تسلیم کرلیں۔

(۷) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، سورۂ فاتحہ کے وظیفہ میں بسم اللہ کی میم کو الحمد کے لام سے ملا کر پڑھنے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کتبِ مشائخ میں میم بسم اللہ کو لامِ الحمد سے ملا کر اعمال میں پڑھنا مذکور ہے۔ شیخ محی الدین (ابن) عربی، صاحبِ فتوحات مکیہ نے اس بارہ میں ایک حدیث اپنی سند متصل سے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا رب العالمین مسلسل بحلف نقل کی ہے، اس حدیث کا اتا پتا کسی معتبر کتابِ حدیث میں نہیں ملا لیکن یہ طریقہ مجرب علماء عاملین ہے۔'' [کتاب التعویذات،، ص:۱۶۴]

فتوحات مکیہ میں ذکر کردہ روایت کا وزن بڑھانے کے لیے نواب صاحب یہ تاویل کر رہے ہیں کہ یہ علماء کے عمل سے مؤید ہے۔

(۸) نواب صدیق حسن خان، ہی قوم کو استخارہ کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صورت اس استخارے کی جس طرح کہ شیخ محی الدین عربی نے اپنے وصایا آخر کتاب فتوحات مکیہ میں لکھی ہے یہ ہے کہ......'' [کتاب التعویذات، ص:۱۶۶]

(۹) آل غیر مقلدیت کے امام العصر میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب ابن عربی کی کتاب ''فصوص الحکم'' سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ اکبر قدس سرہ فصوص الحکم میں فرماتے ہیں......'' [تفسیر واضح البیان، ص:۴۶۱]

(۱۰) نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

''شیخ عارف محی الدین ابن عربی، صاحبِ فتوحات مکیہ نے ابن حزم کی تعریف کی ہے۔''

[التاج المکلل، ص:۹۰]

چونکہ غیر مقلدین، ابن حزم ظاہری کو اپنا غیر مقلد سمجھتے ہیں اس لیے ان کا قابل تعریف ہونا ابن عربی کی زبانی ذکر کر دیا، تاکہ آل غیر مقلدیت بھرپور اعتماد کر سکیں۔

(۱۱) میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے سوانح نگار، فضل حسین بہاری غیر مقلد نے ان کے متعلق لکھا ہے:

''اس میں شک نہیں کہ کچھ حصہ میاں صاحب نے مناظرہ میں بھی لیا، مگر ٹھیک اسی طرح جیسا کہ ''خاتم الولایۃ المحمدیہ، امام الصوفیاء، شیخ اکبر محی الدین عربی نے لیا تھا۔'' [الحیاۃ بعد المماۃ، ص:۳۹۲]

یعنی میاں صاحب، علامہ ابن عربی کو مقتدا سمجھتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلے ہیں یا ان سے موافقت کی ہے۔ پہلی صورت میں میاں صاحب کی طرف انگلی اٹھے گی کہ انہوں نے وحدۃ الوجود کے داعی ابن عربی کو مقتدا سمجھا اور دوسری صورت میں ترچھی نگاہ بہاری صاحب کی طرف جائے گی کہ وہ میاں صاحب کی ابن عربی سے موافقت پر نازاں ہیں۔

(۱۲)......تاریخ اہلحدیث میں لکھا ہے:

''علامہ ابن العربی نے فتوحات مکیہ کے باب ۳۱۸ (میں) یہ روایت درج کی، آپ فرماتے تھے اس شخص پر میرے فتاوی کی تقلید حرام ہے جو یہ نہیں جانتا کہ میرے (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے، ناقل) دلائل کے ماخذ کیا ہیں۔'' [تاریخ اہلحدیث، ص:۱۳۱۔ مؤلفہ: احمد الدہلوی]

مذکورہ روایت تقلید کی مذمت میں پیش کی گئی، جب کہ اس کے پہلے راوی یا ناقل ابن عربی وحدۃ الوجود کے علمبردار ہیں، مگر غیر مقلدین نے ان کی شخصیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کا حوالہ دے دیا تا کہ آل غیر مقلدیت کے ہاں بات وزنی سمجھی جا سکے جو انہیں خاتم الاولیاء سمجھتے ہیں۔

تاریخ اہلحدیث ہی میں لکھا ہے:

''علامہ ابن العربی اپنی تصنیف لطیف فتوحات مکیہ کے آٹھویں باب، ص:۹۱، ج:۳، مطبوعہ مصر۔ میں فرماتے ہیں۔'' [تاریخ اہلحدیث، ص:۹۹۔ احمد دہلوی]

یعنی ان کے نزدیک فتوحات مکیہ ''تصنیف لطیف'' ہے، ماشاء اللہ۔ اسی کتاب تاریخ اہلحدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

''شیخ ابن العربی...... نے کہا کہ دوستو! علم الحدیث نبوت کا ایک حصہ ہے، اسی لیے معاذؓ وغیرہ کے واقعوں میں بیان کیا گیا کہ محدثین رسول اللہ کے ساتھ محشور ہوں گے، چونکہ یہ لوگ احادیث کو رسول کی قریبی نسبت سے دیکھتے ہیں اور فقہاء جنہوں نے حدیث کی روایت میں حصہ نہیں لیا ان کا یہ مرتبہ نہیں، اسی لیے فقہاء رسول اللہ کے ساتھ محشور نہیں ہوں گے، ان کا حشر عام لوگوں کے ساتھ ہوگا اور نہ ہی ان پر علماء کے نام کا اطلاق ہوتا ہے، مگر اہلحدیث کو علماء کا لقب دینا سزاوار ہے، یہ لوگ حقیقتاً ائمہ امت ہیں۔ فتوحات مکیہ، باب ۳۱۴، ص:۶۵، مصری۔'' [تاریخ اہلحدیث، ص:۱۱۰۔ دہلوی]

(۱۳)...... محمد یوسف جے پوری غیر مقلد لکھتے ہیں: ''تقلید کی تردید فقہاء وعلماء کے اقوال سے'' پھر اس عنوان کے تحت لکھا:

''فتوحات مکیہ میں شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ: جس بات کی میں تجھے وصیت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو تجھے اللہ نے دلیل دی ہے، اس کے برخلاف عمل کرنا حرام ہے، اور جب تجھے دلیل حاصل ہو سکتی ہو تو پھر تجھے اپنی ذات کے سوا کسی اور کی تقلید حرام ہے۔'' [حقیقۃ الفقہ، ص:۸۴]

اس عبارت سے جہاں ابن عربی کے قول سے استدلال کی نشاندہی ہے وہاں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ابن عربی، یوسف جے پوری کے نزدیک فقہاء وعلماء میں شمار ہوتے ہیں۔

(۱۴)...... آل غیر مقلدیت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے بھی ان کی وصیت نقل کی ہے اور

اس پر یوں عنوان قائم ہے ''وصیت شیخ محی الدین ابن العربی کی''۔[معیار الحق،ص:۱۸۹]

(۱۵)......آل غیر مقلدیت کے ''محقق اسلام،حضرۃ العلام ومولانا'' عبدالقادر حصاری اپنے دعویٰ پر دوسری شہادت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دوسرے شاہد ابن عربی ہیں،فتوحات مکیہ مطبوعہ مصر جلد۳،ص:۹۱ میں فرماتے ہیں کہ......''

[اصلی اہلسنت کی پہچان۔ص:۱۷۰]

(۱۶)......آل غیر مقلدیت کے ''حضرت،خطیب ومولانا'' عبدالسلام بستوی فرماتے ہیں:

''ابن عربی نے کیا زریں مقولہ ارشاد فرمایا ہے:بے حد ریاکار اور گھاٹے والا وہ ہے جو لوگوں کے سامنے تو بھلے اور نیک کام کرے،لیکن خدا کے سامنے جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے بدکام کرے۔''

[اسلامی خطبات۔ج:۱،ص:۲۲]

ظاہر یہی ہے کہ مذکورہ عبارت محی الدین ابن عربی صوفی کی ہے۔اگر کوئی شخص اس کے خلاف ثابت کردے تو ہم ان شاءاللہ اپنے اس حوالہ پر خط نسخ پھیر دیں گے۔ان شاءاللہ۔

(۱۷)......آل غیر مقلدیت کے ''امام العصر'' میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب،علامہ شعرانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''بے شک شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں اپنی سند سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ (اکثر) فرمایا کرتے تھے (اے لوگو!) تم خدا کے دین میں اپنی رائے سے کچھ کہنے سے بچو اور لازم پکڑو اتباع سنت کو،کیونکہ جو کوئی اس سے خارج ہوا وہ گمراہ ہوگیا۔'' [تاریخ اہلحدیث،ص:۱۴۳]

(۱۸)......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہ اپنے شام کے سفر میں لکھتے ہیں:

''علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مسلکاً اہلحدیث تھے......وہ اپنی تحریروں میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ اور امام غزالیؒ کی کتابوں کے اقتباسات اسی وقعت وعزت واحترام کے ساتھ نقل کرتے ہیں جس (وقعت وعزت اور احترام) کے ساتھ علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے اقتباسات نقل فرماتے ہیں۔''

[سفر در سفر۔ص:۱۰۴]

(۱۹)......فضل حسین بہاری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ان اوراق کا مرتب کہتا ہے کہ اجماع کی وہ تعریف جو خاتم الولایۃ المحمدیہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب ''فتوحات مکیہ'' میں ذکر کی ہے،انتہائی جامع مانع ہے۔''[الحیاۃ بعد المماۃ۔ص:۳۰۲......بحوالہ:کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ،ص:۱۴۵] (جاری ہے۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 6......)

ابن عربی کے خواب سے استدلال اور تائید

(۱) آل غیر مقلدیت کے بزرگ نور حسین گرجاکھی لکھتے ہیں:

''محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں میں پہلے رفع یدین نہیں کرتا تھا، پھر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے تکبیر تحریمہ اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کا حکم دیا۔فتوحات مکیہ،ج:۱،ص:۴۳۷'' [اثبات رفع یدین،ص:۴۷]

(۲) یہی خواب غرباء اہلحدیث کے بزرگ عبدالغفار دہلوی نے بھی اپنی کتاب ''رفع یدین،ص:۴۷'' میں نقل کیا ہے۔

غیر مقلدین کے پاس رفع یدین عندالرکوع کے حکم کیے جانے کی کوئی قولی حدیث چونکہ نہیں ہے اس لیے وہ ابن عربی کے خواب سے استدلال کر کے لوگوں کو تأثر دے رہے ہیں کہ رفع یدین کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، لہٰذا یہ قولی حدیث سے ثابت ہوا۔مگر یہ عقدہ حل نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری رکعت کی ابتداوالے رفع یدین کا حکم کیوں نہیں فرمایا؟

ہم یہاں اس خواب کی شرعی حیثیت بھی نقل کر دیتے ہیں۔

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ صحیح ہے کہ انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نیند میں دیدار کرسکتا ہے، بشرطیکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اصلی صورت میں دیکھے، چونکہ ہمارے پاس ایسا کوئی پیمانہ نہیں کہ رویت کا دعویدار مصیب ہے یا مخطی؟ لہٰذا ہم اس کے دعوی رویت کے بارہ میں سکوت کرتے ہیں، بشرطیکہ اس کا بیان کردہ خواب کتاب وسنت کے مخالف نہ ہو، اور وہ شخص صحیح العقیدہ ہو'' [توضیح الاحکام،ج:۲،ص:۶۵]

یعنی خواب دیکھنے والا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلی صورت میں دیکھے، خواب کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو اور خواب دیکھنے والا صحیح عقیدہ بھی رکھتا ہو تو بھی بہ تصریح علی زئی اس کا خواب حجت نہیں، مزید تفصیل کے لیے شرح مسلم نووی،ج:۱،ص:۱۸۔مقدمہ تحفۃ الاحوذی،ص:۱۵۳۔ھدایۃ السائل

الیٰ ادلۃ المسائل، ص:۴۲۳۔ وغیرہ کتب کا مطالعہ کیا جائے۔

(۳) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عارف محی الدین ابن عربی، صاحبِ فتوحات مکیہ نے...... کہا ہے...... میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ابن حزم سے معانقہ فرما رہے ہیں۔'' [التاج المکلل، ص:۹۰]

چونکہ بہت سے علماء نے ابن حزم کے ظاہر پن کی وجہ سے ان پر تنقید کی ہے، اس لیے نواب صاحب ان کی شخصیت کو مقبول بنانے کے لیے ابن عربی کے خواب کا سہارا لے رہے ہیں۔

ابن عربی کے علوم کی تلخیص واختصار

اہل علم میں یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ جو کتاب ضخیم ہوتی ہے اسے چونکہ کم ہمت یا مصروف لوگ نہیں پڑھ سکتے اس لیے اس کی تلخیص کر لی جاتی ہے۔ ابن عربی کی کتاب ''فتوحات مکیہ'' کا بھی اختصار کیا گیا تا کہ کم ہمت وفرصت لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اختصار وتلخیص کرنے والے کون ہیں، ان کا مقام کیا ہے؟ ذیل میں اس کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

التاج المکلل میں لکھا ہے:

"اختصر کتابه الفتوحات الشیخ عبدالوهاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنه۹۷۳ وسمی ذالك المختصر "لواقح الانوار القدسیة المنتقاة من الفتوحات المکیة" ثم اختصر هذا المختصر وسماه "الکبریت الاحمر من علوم الشیخ الاکبر"

ابن عربی کی کتاب فتوحات مکیہ کا اختصار شیخ عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی ۹۷۳ھ نے کیا اور اس مختصر کا نام "لواقح الانوار القدسیة المنتقاة من الفتوحات المکیة" رکھا، پھر اس مختصر کا بھی (مزید) اختصار کیا اور اس کا نام "الکبریة الاحمر من علوم الشیخ الاکبر" تجویز فرمایا۔

[التاج المکلل، ص:۱۲۲، مؤلفہ: نواب صدیق حسن خان]

ابن عربی کی کتاب ''فتوحات مکیہ'' کا اختصار کرنے والے علامہ شعرانی نے یہ بھی کہا ہے:

"قول المنکرین فی حقه مثل غثاء وهباء لایعبأ به" یعنی ابن عربی کے متعلق منکرین (مخالفین) کا قول کوڑے اور حقیر ذرّات کی مانند ہے جن کی پر کاہ کی بھی حیثیت نہیں۔''

[التاج المکلل، ص۱۲۴]

آل غیر مقلدیت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے ابن عربی کو ''شیخ اکبر کبریت احمر'' کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ [معیار الحق، ص:۱۸۹]

حقیقت حال کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، لیکن اندازہ یہی ہے کہ میاں صاحب نے یہ الفاظ علامہ شعرانی کی اختصار کردہ کتاب ''الکبریت الاحمر من علوم الشیخ الاکبر'' کے پیش نظر کہے ہیں، اگر بات یہی ہے تو اتباع کو جائز اور تقلید کو بدعت کہنے والے زبیر علی زئی مماتی غیر مقلد یہاں وضاحت کریں کہ میاں صاحب کا علامہ شعرانی کی پیروی میں ابن عربی کو ''کبریت احمر'' کہنا اتباع ہے یا تقلید؟

تلخیص واختصار کے ذریعہ ابن عربی کے علوم سے استفادہ کو آسان وعام کرنے والے علامہ شعرانی کو میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے صاحبِ کرامت بزرگ اور ولی قرار دیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''امام عبدالوہاب شعرانی مصر کے اولیاء اللہ سے تھے، ۹۷۳ھ میں فوت ہوئے، مجھ نابکار کو ان سے بہت عقیدت ہے۔ ۱۳۳۰ھ کے سفر حج کے ضمن میں مصر، حیفا، یافہ، بیت المقدس اور دمشق کا سفر کیا اس (سفر) میں ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور ان کے مزار اقدس پر فاتحہ پڑھی۔''

[تاریخ اہلحدیث، ص:۱۴۲]

میر صاحب نے ایک جگہ علامہ شعرانی کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا:

اس گنہگار کو سب بزرگانِ دین کی طرح ان سے بھی کمال حسن وعقیدت ہے اور میں نے ان کی کتب سے سلوک وفروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا، اللھم زدنی حب الصالحین۔''

[تاریخ اہلحدیث، ص:۱۳۶]

زبیر علی زئی صاحب وضاحت فرمائیں کہ میر صاحب کا شعرانی کے کلام سے فیض حاصل کرنا اتباع ہے یا تقلید؟

میر صاحب نے علامہ شعرانی کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی لکھا:

''شریعت وطریقت ہر دو کے جامع تھے، صاحبِ کرامت تھے......ان کی کتاب میزان کبری مشہور ہے، الحمدللہ اس فقیر کے پاس موجود ہے صاحبِ تصنیف ہیں ان کی سب تصانیف مفید اور مقبول علماء ہیں، مجھ زلہ ربائے کو ان سے کمال عقیدت ہے۔'' [تاریخ اہلحدیث، ص:۴۳۷]

میر صاحب کے قول ''ان کی سب تصانیف مفید اور مقبول علماء ہیں'' سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی ابن عربی کے علوم کی تلخیص والی کتابیں بھی فائدہ مند اور علماء کے ہاں قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں۔

(جاری ہے۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 7......)

محدثین ومحققین کے نزدیک ابن عربی کا مقام

آل غیر مقلدیت کے رسالہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے:

''ابن عربی تاریخ اسلام کی ایک ممتاز اور متنازعہ شخصیت ہے اس کے فلسفۂ وحدت الوجود کی بناء پر شروع ہی سے کچھ لوگ اس کے شدید مخالف اور کچھ لوگ اس کے سخت حامی چلے آ رہے ہیں اس کے مخالف اسے ملحد اور زندیق تک قرار دیتے ہیں جب کہ اس کے حامی اسے اولیاء اللہ اور تنقید سے بالاتر لوگوں میں شمار کرتے ہیں مخالفین میں بھی بڑے بڑے محدثین اور اہل علم شامل ہیں اور موافقین میں بھی۔''

[الاعتصام، اشاعت خاص، بیاد: عطاء اللہ حنیف، ص:۳۱۴]

الاعتصام کی یہ عبارت بتارہی ہے کہ ابن عربی کی موافقت کرنے والے بڑے بڑے محدثین اور اہل علم بھی ہیں......اور آل غیر مقلدیت کے نزدیک محدثین تارکِ تقلید (غیر مقلد) تھے اور اہل علم بھی ان کے ہاں غیر مقلد ہی ہوا کرتے ہیں کیونکہ ان کے بقول تقلید جہالت ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے۔

[دین میں تقلید کا مسئلہ، ص:۸۵۔ رسائل بہاولپوری، ص:۲۷۰۔ وغیرہ]

آل غیر مقلدیت کے ''جلیل القدر بزرگ'' نواب صدیق حسن خان صاحب نقل کرتے ہیں:

'''''اما المحققون فقد اجمعوا علی جلالته فی سائر العلوم'' بہرحال محققین نے تمام علوم میں ان (ابن عربی) کی جلالت شان پر اجماع کیا ہے۔'' [التاج المکلل، ص:۱۲۳]

آل غیر مقلدیت کے نزدیک مقلد ''تقلید کرنے والا محقق نہیں بن سکتا۔ محقق ''غیر مقلد'' ہی ہوتا ہے۔

ابن عربی کے مزار سے حصولِ برکت

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

'''''قال المقری: وقد زرت قبره وتبركت به مرار، رأيت لوائح الانوار عليه ظاهرة ولا يجد منصف مجيدا الى انكار مايشاهد عندقبره من الاحوال الباهرة۔ مقری نے کہا: اور تحقیق میں نے ان (ابن عربی) کی قبر کی زیارت کی اور کئی بار اس سے تبرک حاصل کیا ہے ان کی قبر پر انوار کے آثار نمایاں نظر آئے اور وہاں مشاہدہ کیے جانے والے عظیم احوال سے کوئی منصف مزاج انکار نہیں

کرسکتا۔''[التاج المکلل ،ص:۱۲۴]

نواب صاحب نے ابن عربی کوخراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی قبر سے تبرک کو بھی جائز قرار دے دیا،اگران کے نزدیک یہ تبرک جائز نہ ہوتا تو وہ ان کے مقام ومرتبہ کوسراہتے ہوئے مقری کا یہ قول ذکر نہ کرتے اوراگرذکرکرتے بھی تو اس کارداور بطلان ضرور ذکرکرتے۔[کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ،ص:۱۵۱۔بتغییر]

دعائے ابن عربی کی پرواز

مجددِ آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن صاحب نے صاحبِ قاموس،مجدالدین فیروزآبادی کا قول نقل کیاہے،وہ فرماتے ہیں:

"انـه كـان شيـخ الطريقة حالا وعلما...... محيي رسوم المعارف فعلا واسما، عباب لاتكد ره الدلاء.......... كانت دعواته تخترق السبع الطباق وتفترق بركاته فتملأ الآفاق۔"

بلاشبہ وہ(ابن عربی)شان اورعلم کے اعتبار سے طریقت کے شیخ تھے،کام اورنام کے اعتبار سے علاماتِ معارف کوزندہ کرنے والے تھے،وہ ایک ایسا چشمہ تھے جسے ڈول مکدراور گندانہیں کرسکتے،ان کی دعائیں سات آسمانوں کا پردہ چاک کردیتی تھیں اوران کی برکات نے پھیل کرآفاق کوپُر کردیا تھا۔

[التاج المکلل،ص:۱۲۳]

نواب صاحب نے صاحبِ قاموس کا بیان نقل کرکے اس کی تردید نہیں کی بلکہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کے موافق ہیں،واللہ اعلم۔

وحدۃ الوجودی صوفیاء......اور......غیر مقلدیت

عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''وحدت الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔''[عقیدہ صوفیت،ص:۹۲]

ڈیروی صاحب نے خواجہ معین الدین چشتی،ابویزید بسطامی وغیرہ کئی صوفیاء کووحدۃ الوجودی قرار دیا ہے۔[عقیدہ صوفیت،ص:۹۵۔۱۰۴]

آل غیر مقلدیت کے مشہور مصنف نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

''مسئلہ وحدت الوجود کا دارومدار حضرات صوفیہ کے کشف وشہود پر ہے اورعلماء اورصوفیہ نے اس کے متعلق بہت سی کتابیں اوررسائل لکھے ہیں،مثلاً طبقہ قادریہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی......''

[مآثر صدیقی،حصہ چہارم،ص:۳۸]

آل غیر مقلدیت کے مشہور مصنف زبیر علی زئی مماتی صاحب،فتح الباری کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے بے حد غالی صوفی ہیں۔''

[علمی مقالات،ج:۲،ص:۴۶۲]

علی زئی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ایک پیر نے اپنے مرید سے کہا: یہ عقیدہ رکھو کہ تمام چیزیں باطنی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں اور ظاہری لحاظ سے اس کے علاوہ اور اس کا مغائر (غیر) ہیں۔'' [حوالہ مذکورہ]

علی زئی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''وحدت الوجود کے بڑے داعی اور مشہور حلولی صوفی ابن عربی۔'' [علمی مقالات، ج:۲، ص:۴۶۸]

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب لکھتے ہیں:

''ہم تو یہ بتلا چکے ہیں کہ یہ عقائد وحدت وحلول، دینِ طریقت یا تصوف کی جان ہیں۔''
[تبلیغی جماعت کی علمی وعملی کمزوریاں، ص:۷۵]

آل غیر مقلدیت کی ان تصریحات سے ثابت ہورہا ہے کہ وحدۃ الوجود صوفیاء کا عقیدہ ہے، اتنا جان لینے کے بعد صوفیاء کرام کا مسلک و مذہب غیر مقلدین کی زبانی معلوم کریں......

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''محدثین وظاہریہ وصوفیائے کرام سب میں حق متحقق ہے بلکہ یہ لوگ افضل اہل حق ہیں۔''
[مآثر صدیقی، حصہ چہارم، ص:۳]

غیر مقلدین کے ہاں اہل حق سے مراد اہلحدیث ہوتے ہیں۔

محمد یوسف جے پوری غیر مقلد نقل کرتے ہیں:

''صوفی لوگ مذاہب میں سے (کسی مذہب کا ہو) وہ مسائل اختیار کرتے ہیں جو حدیث کے موافق ہوں۔'' [حقیقۃ الفقہ، ص:۹۰]

آل غیر مقلدیت کے نزدیک حدیث کے موافق مسائل اختیار کرنے والے کو ''اہل حدیث'' کہتے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

"فان الرجال تعرف بالحق لا الحق بالرجال وهذه خصيصة شريفة خص الله تعالیٰ بها اهل الحديث و اهل السلوك ولم يشاركهم فيها احد من الفقها ء المقلدين و انك لا تجد عالما صوفيا و سالكا فاضلا الا و هو يتقيد بالكتاب والسنة ولا يقلد احدا من الائمة۔

رجال کو حق کے ساتھ پہچانا جاتا ہے نہ کہ حق کو رجال کے ساتھ اور یہ ایک ایسی خوبی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث اور اہل سلوک (صوفیاء کرام) کو مختص فرمایا ہے، اس خوبی میں فقہاء مقلدین میں ان کا کوئی بھی شریک نہیں اور بے شک تو کسی صوفی عالم اور سالک فاضل کو نہیں پائے گا جو کتاب وسنت کا پابند نہ ہو اور وہ ائمہ میں سے کسی کا مقلد نہیں ہوگا'' (التاج المکلل صفحہ ۳۲۷)

نواب صاحب کی اس تصریح کے مطابق صوفیاء کرام اہلحدیث وغیر مقلد تھے۔

نواب صاحب ایک اور جگہ صوفیاء کے متعلق لکھتے ہیں:

''عقائد ایں طائفہ ہماں معتقدات جملہ اہل حدیث واصحاب سنت ست۔(بدور الا ھلہ فصل در بیان عقائدِ صوفیہ صفحہ۸)

یعنی اس گروہ (صوفیاء) کے عقائد اہلحدیث اور اصحاب سنت والے ہیں۔

ابوالاشبال شاغف صاحب لکھتے ہیں: ''ترکِ تقلید صوفیوں کا مسلمہ اصول ہے'' (مقالات شاغف صفحہ ۲۶۵)

ان ساری عبارات کا حاصل یہ ہے کہ وحدۃ الوجود صوفیاء کا عقیدہ ہے اور وہ آلِ غیر مقلدیت کی تصریحات کے مطابق تارکِ تقلید اہلحدیث ہیں۔

آخر میں صوفیاء کو پیش کیا گیا خراج عقیدت بھی ملاحظہ فرمالیں۔

صحیفہ اہلحدیث میں لکھا ہے۔''خاص کر صوفیائے کرام نے تبلیغِ دین اور اصلاحِ اخلاق واعمال کا وہ کام کیا ہے جو مسلمانوں کی تاریخ کا زرّیں باب ہے جس پر ہم قیامت تک فخر کرتے رہیں گے اور ان کے بارِ احسان سے ملتِ مسلمہ دبی رہے گی۔(صحیفہ اہلحدیث یکم محرم ۱۳۸۴ھ صفحہ ۱۴) (جاری ہے۔۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 8......آخری قسط)

وحدۃ الوجود والوں کو اہلحدیث کا تمغہ

(۱)......عقیدہ وحدۃ الوجود کے ''سب سے بڑے مبلغ'' شیخ اکبر ابن عربی صوفی ہیں۔
[تبلیغی جماعت، عقائد و افکار ص:۴۷]

امام اہل حدیث وحید الزمان صاحب نے وحدۃ الوجود کے اس سب سے بڑے مبلغ کو ''اہلحدیث'' قرار دیا۔[ھدیۃ المھدی ج:۱ص:۵۱۔تیسیر الباری ج:۴،ص:۳۲۶۔طبع تاج کمپنی]

آل غیر مقلدیت کے ''خاتم المفسرین'' نواب صدیق حسن خان، ابن عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

''کلامہ فی العمل بالدلیل وطرح التقلید الضئیل فوق کلام الناس وشغفه بذالك يفوت عن حصر البيان ''

عمل بالدلیل اور ترک تقلید کے سلسلہ میں ان کا کلام دوسرے لوگوں کے کلام سے فائق ہے اس بارہ میں ان کا شغف احاطۂ بیان سے بلند ہے۔''[التاج المکلل، ص:۱۲۵]

(۱)......حسین بن منصور الحلاج نے وحدۃ الوجود کے عقیدہ کو اعلانیہ پیش کیا۔[علمی مقالات، ج:۲،ص:۴۶۷]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے حلاج مذکور کو ولی اللہ تسلیم کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''قدشهد بولايته كثيرمن الكبار المشائخ، وقالوا انه عالم ربانى منهم الشيخ عبدالقادر الجيلانى۔''[التاج المكلل ص:۲۷۷]

تحقیق بڑے مشائخ میں سے کثیر تعداد نے ان کی ولایت کی گواہی دی ہے اور کہا ہے کہ بے شک وہ ''عالم ربانی'' تھے۔گواہی دینے والوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی بھی ہیں۔

یہاں پر دو چیزیں قابل توجہ ہیں۔۱۔حلاج ''عالم ربانی'' ہے اور آل غیر مقلدیت کے ہاں ''عالم ربانی'' اہلحدیث ہی ہوتا ہے مقلد کو وہ جاہل اور مشرک کہتے ہیں۔ ۲۔حلاج کو ''اللہ کا ولی'' کہا ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک ولی، اہلحدیث ہی بنتا ہے، چنانچہ آل غیر مقلدیت کے مشہور ''بزرگ'' پروفیسر عبداللہ بہاول پوری لکھتے ہیں:

''جب ولی صرف اہلحدیث ہی ہوسکتا ہے تو ثابت ہوا کہ جتنے ولی گزرے ہیں وہ سب اہلحدیث

تھے......جو اہلحدیث نہ ہو ولی ہونا تو درکنار اس کی نجات کا مسئلہ بھی خطرے میں ہے۔''

[رسائل بہاول پوری، ص:۵۰]

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حسین بن منصور الحلاج کی وفات ۳۰۹ ھ میں ہوئی۔

[التاج المکلل، ص:۲۷۷]

اس کے ساتھ یہ بھی معلوم رہے کہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک تقلید اور مقلدین چوتھی صدی کے بعد کی پیداوار ہیں۔

[مقالات الحدیث، ص:۹۹۔ طریق محمدی، ص:۶۔ شرح بخاری داؤد راز۔ ج:۱، ص:۲۲۴۔ ۳۸۷]

(۳)......وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں میں ایک شخص، ابن الفارض ہیں۔ [علمی مقالات، ج:۲، ص:۴۶۱]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''کان رجلا صالحا کثیرالخیر علی قدم التجرد'' آپ تجرد پسند نیک اور کثیر خوبیاں رکھتے تھے۔ [التاج المکلل، ص:۲۲۲]

نواب صاحب ان کے متعلق یہ نظریہ رکھتے ہیں۔

''لہ کرامات کثیرۃ، ان کی بہت سی کرامات ہیں'' [ایضاً] ان کی ایک کرامت ہم نقل کرتے ہیں مگر طوالت سے بچنے کے لیے صرف ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔

''وہ (ابن الفارض) اکثر اوقات میں مبہوت رہتے، آپ کی آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوتی تھیں، بات کرنے والے کو نہ دیکھ سکتے تھے، نہ سن سکتے تھے، کبھی کھڑے، کبھی بیٹھے، کبھی پہلو کے بل اور کبھی چت لیٹے ہوتے، مردے کی طرح ڈکے ہوئے ہوتے، اس حالت میں دس دس دن گزر جاتے نہ کھاتے نہ پیتے نہ بات کرتے اور نہ ہی کسی قسم کی حرکت کرتے، جب اس حالت سے افاقہ ہوتا اور ہوش میں آتے تو اللہ تعالیٰ آپ پر کلام کا دروازہ کھولتے اور ایک ایسا منفرد قصیدہ وجود میں آجاتا جو بے نظیر اور بے مثال ہوتا۔''

[التاج المکلل، ص:۲۲۲۔ کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، ص:۲۰۶]

حاصل یہ ہے کہ ابن الفارض، نواب صاحب کی تصریح کے مطابق صاحب کرامت ولی تھے اور آل غیر مقلدیت کے نزدیک ولی، اہلحدیث ہی ہوا کرتا ہے۔ کمامر۔

(۴)......آل غیر مقلدیت کے ایک بزرگ نے لکھا ہے:

''غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مصنف عبدالقادر جیلانی اس نظریہ (وحدۃ الوجود) کے جھنڈے اٹھائے پھر رہے ہیں۔''

[فضیحت ننگ ص:۱۸۵، ابوالقاسم عبدالعظیم سلفی۔ بحوالہ ارمغان حق، ص:۱۰۷، ج:۱]

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عبدالقادر جیلانی کے بعض مسائل کی وجہ سے جن میں انہوں نے محدثین کے مسلک کو ترجیح دی ہے بعض لوگوں نے ان کو صحیح العقیدہ سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ بات ان کے عقیدہ صوفیت پر نہ ہونے کی دلیل نہیں، صوفیت کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہے اس لیے کسی شخص کا صوفی و وحدت الوجود اور وحدت الشہود والے عقیدے پر ہونا اور اس کا آمین بالجہر و رفع یدین پر عمل کرنا اور امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنا دو متضاد امر نہیں ہو سکتے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۸]

ڈیروی صاحب کی یہ عبارت بھی سامنے رہے کہ ''وحدت الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۹۲]

ڈیروی صاحب نقل کرتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی کی قبر اکھیڑ کر اس کی ہڈیاں نکالی گئیں اور دریائے دجلہ میں پھینک دی گئیں۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۰]

ڈیروی صاحب یہ تاثر دے رہے ہیں کہ شیخ جیلانی کی قبر کا یہ حشر ان کے وحدت الوجود وغیرہ صوفیانہ عقیدوں کی سزا ہے۔

قارئین کرام! اتنا پڑھنے کے بعد یہ بھی جان لیں کہ شیخ جیلانی آلِ غیر مقلدیت کے نزدیک اہلحدیث تھے۔

[تاریخ اہلحدیث سیالکوٹی، ص:۱۷۹۔ رسائل بہاول پوری، ص:۴۹۔ حنفیوں کے ۳۵۰ سوالات......ص:۵۲۷]

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا علمائے حدیث وائمہ اسلام کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے''

اس کے ایک صفحہ بعد لکھا:

''علمائے حدیث کی ان گواہیوں اور دیگر اقوال سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ثقہ وصدوق اور نیک آدمی تھے۔'' [توضیح الاحکام، ج:۲،ص:۴۶۱۔۴۶۲]

(۵)......عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد نے لکھا ہے:

''شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں، فرمایا: میں نے عرفاء وعلماء کی ایک بڑی مجلس میں مسئلہ وحدت الوجود ثابت کر دکھایا، عقائد متکلمین پر مبنی عبارات کے حوالے پیش کیے اور عقلی و نقلی دلائل دیئے مگر اس تمام بحث کے دوران وحدۃ الوجود کی اصطلاح کو ذکر نہیں کیا، انہوں نے تمام دلائل قبول کر لیے، گویا خلاصہ یہ نکلا کہ لفظوں کے پجاری علماء کا اکثر تعصب لفظوں سے ہوتا ہے۔ انفاس العارفین، ص:۲۱۷۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ شاہ ولی اللہ بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔'' [عقیدہ صوفیت، :۱۸۳]

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''شاہ ولی اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مذکورہ حوالہ جات جو صوفیت اور عقیدہ وحدت الوجود یا وحدۃ الشہود پر دلالت کرتے ہیں یہ ان کی وہ تحریرات ہیں جو ان کے حج پر جانے سے پہلے انہوں نے لکھی تھیں اور حج سے واپس آنے کے بعد انہوں نے ایسی تمام باتوں سے رجوع کر لیا تھا اور وہ صحیح العقیدہ ہو گئے تھے......لیکن یہ تحریرات جو میں نے نقل کی ہیں ان کی کتاب ''انفاس العارفین'' سے ماخوذ ہیں اور انفاس العارفین ان کے حج کے بعد کی تالیف ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۸۸]

آل غیر مقلدیت کے کئی بزرگ شاہ ولی اللہ کو اہلحدیث قرار دیتے ہیں، مثلاً دیکھیے [اہلحدیث کون؟ ص:۱۵]

محمد حسین بٹالوی نے لکھا:

''امام اہلحدیث ہند حضرت شاہ ولی اللہ۔'' [اشاعۃ السنہ، ج:۲۳، ص:۱۵۷]

دسیوں غیر مقلدین ایسے ہیں جنہوں نے حضرت شاہ صاحب کو تارک تقلید یا مخالفِ تقلید کہا ہے، اختصار کے پیش نظر صرف بدیع الدین راشدی غیر مقلد کا حوالہ ذکر کرتے ہیں۔

راشدی صاحب، شاہ ولی اللہ اور ان کے ابنائے کرام کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ سب حضرات تقلید کے بند کو توڑنے میں کوشاں تھے ''تراجم علمائے حدیث ہند'' میں ان کے حالات درج ہیں۔'' [تنقید سدید، ص:۴۰]

خلاصہ یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے تھے......اور......اس کے ساتھ ساتھ اہلحدیث بھی تھے۔

(۶)......آل غیر مقلدیت کے مایہ ناز مصنف زبیر علی زئی مماتی لکھتے ہیں:

''جس طرح ابن عربی وحدت الوجود کا قائل تھا ڈاکٹر اسرار احمد کا بھی بعینہ وہی عقیدہ ہے۔''

[علمی مقالات، ج:۴، ص:۴۰۴]

غیر مقلدین کے رسالہ ''محدث'' میں ایک کتاب کے تعارف میں لکھا ہے ''معروف داعی دین ڈاکٹر اسرار احمد نے اس کا مقدمہ تحریر کیا۔'' [ماہنامہ محدث، لاہور، شعبان ۱۴۳۲ھ، ص:۸۰]

یعنی ڈاکٹر صاحب کو دین کا داعی کہہ کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ۳۴ صفحات میں حالات لکھے اور انہیں اہل سنت قرار دیا، ان کے الفاظ یہ ہیں:

''انہیں ہم اہل سنت قرار دیتے ہیں۔'' [بزم ارجمندان، ص:۵۸۵]

اس کے ساتھ یہ بھی جانیں کہ غیر مقلدین کے نزدیک ''اہل سنت صرف اہلحدیث ہیں۔''

[رسائل بہاولپوری، ص:۵۰]

وحدت الوجودی لوگوں کو پہچاننے کی علامات

ذیل میں غیر مقلدین کی زبانی چند علامات نقل کی جاتی ہیں، تاکہ جن حضرات کی وحدت الوجود کے اثبات پر کوئی تحریر دستیاب نہ ہو ان علامتوں کے ذریعہ ان کے وحدت الوجودی ہونے کو معلوم کیا جا سکے، ان علامات کے معیاری ہونے پر اگرچہ ناقل کا اتفاق ضروری نہیں تاہم غیر مقلدین انہیں معیار بنا کر اپنے وحدۃ الوجودی بزرگوں کی بآسانی کھوج لگا سکتے ہیں۔

(۱)......اللہ کو حاضر ناظر ماننا

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صوفیاء اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر جگہ مانتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ وحدت الوجود اور حلول کا ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۸۴]

محمد طارق خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہر جگہ موجود ہونے کا عقیدہ ہی درحقیقت وحدت الوجود تک لے جانے کا راستہ ہے، پس جو کوئی بھی یہ عقیدہ رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ ہر جگہ موجود ہے، پھر اپنے اس عقیدہ پر غور وفکر کرتا رہے گا وہ بالآخر عقیدہ وحدۃ الوجود پر جا کر ہی دم لے گا۔'' [تبلیغی جماعت، عقائد وافکار، ص:۱۰۶]

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کو ہر جگہ ماننے والا ''وحدت الوجود'' کی راہ پہ گامزن ہے۔اب اس علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کی شناخت کریں۔

عبد السلام بستوی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''ہر جگہ حاضر ناظر رہنا، ہر چیز کا جاننا، دور ونزدیک سے برابر سننا وغیرہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔''
[اسلامی خطبات، ص:۳۰، ج:۱]

پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری غیر مقلد فرماتے ہیں:

''میں جو بات کہہ رہا ہوں اس میں، مَیں اللہ کو گواہ کرتا ہوں جو حاضر ناظر ہے، جو سنتا ہے، جو دیکھتا ہے۔'' [خطبات بہاولپوری، ج:۵، ص۱۹۵]

بہاول پوری صاحب مزید فرماتے ہیں:

''جب آپ کے دل میں یہ بات ہو کہ اللہ زندہ ہے، اللہ سنتا ہے، اللہ حاضر ہے، اللہ دیکھتا ہے اور اللہ کو سب علم ہے، کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے......'' [خطبات بہاول پوری، ج:۵، ص:۱۷۰]

زبیر علی زئی کے شیخ الشیخ ثناء اللہ امرتسری صاحب کا عقیدہ ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ عرش وفرش پر ہر جگہ ذات سے موجود ہے۔''

[مظالم روپڑی، ص:۱۴، مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول]

عبداللہ روپڑی غیر مقلد نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

اپنے عقیدہ مردودہ کی وجہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب قید کردینے کے مستحق ہیں......اس کے جواب میں امرتسری صاحب نے اپنی ہمنوائی میں آل غیر مقلدیت شوکانی، نواب صدیق حسن خان اور محمد حسین بٹالوی کا یہی عقیدہ نقل کیا اور پھر روپڑی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا:

''کیا میں اکیلے ہی قید میں جاؤں گا یا میرے ہم خیال بھی؟ اکیلے تو جا نہیں سکتا کیونکہ جرم میں وہ لوگ میرے شریک بلکہ مجھ سے مقدم ہیں، اگر وہ میرے ساتھ ہوں گے تو واللہ خوب لطفِ صحبت رہے گا۔ اس پر حافظ عبداللہ صاحب اہل اعراف کی طرح ہم کو تاکتے ہوں گے۔'' [مظالم روپڑی بر مظلوم امرتسری، ص:۱۴]

عطاء اللہ ڈیروی اور محمد طارق خان کی بیان فرمودہ علامات کے مطابق ثناء اللہ امرتسری وغیرہ آل غیر مقلدیت وحدت الوجود کی راہ کے مسافر ہیں، یہاں پر شیخ محمد بن عبداللطیف (ریاض، سعودیہ کے قاضی) کا بیان بھی پڑھتے چلیں، وہ فرماتے ہیں:

''مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ، اتحادیہ، جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے اور اپنی تائید میں ان لوگوں کے اقوال نقل کیے ہیں جو نہ تو حجت کے طور پر پیش کیا جاسکتے ہیں اور نہ ان لوگوں کے متعلق (محدثین کی) اچھی رائے ہے۔ [فیصلہ مکہ، ص؛۱۷، مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول]

اب یہ زبیر علی زئی صاحب ہی بتائیں کہ حلولیہ واتحادیہ وحدت الوجودی لوگوں کو کہتے ہیں یا کسی اور مخلوق کو؟ اور یہ بھی فرمائیں کہ جب آپ کے نزدیک اللہ کو ہر جگہ موجود ماننے کا عقیدہ کفریہ ہے۔ [علمی مقالات، ج:۴، ص:۹۶] تو ثناء اللہ امرتسری وغیرہ اللہ کو حاضر ناظر ماننے والے آل غیر مقلدیت کیا ثابت ہوں گے؟

(۲)......کام کرنے، کرانے کی نسبت اللہ کی طرف کرنا

زبیر علی زئی غیر مقلد نے کسی پیر کا یہ جملہ ''کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔'' نقل کیا پھر اسے وحدۃ الوجود قرار دیتے ہوئے یوں تبصرہ کیا:

''اللہ کی قسم! وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے وجودیوں کی ایسی عبارات نقل کرنے سے دل ڈرتا اور قلم کانپتا ہے۔'' [توضیح الاحکام، ج:۱، ص:۵۹]

مذکورہ بالا جملہ اور پھر اس پر علی زئی تبصرہ کے بعد پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد کا کلام پڑھیے، وہ فرماتے ہیں:

''دیکھو کرنا، کروانا جو کچھ ہے وہ اللہ ہی نے ہے۔'' [خطبات بہاول پوری، ج:۴،ص:۳۵۶]

(۳)......مخلوق کو اللہ کا مظہر کہنا

وحدت الوجود کی تیسری علامت عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد کی زبانی معلوم کیجیے، ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''خلیل اللہ کے حق میں یہ کہنا کہ وہ ان (سورج، چانداور ستاروں) کو رب تعالیٰ کا مظہر سمجھتے تھے، ان پر بہتان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خلیل اللہ بھی ان صوفیوں کی طرح وحدت الوجود کے قائل تھے۔'' [عقیدہ صوفیت،ص:۹۹]

ڈیروی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''یہ لفظ مظہر بھی انہی اصطلاحات میں سے ایک ہے جن کے ذریعے سے ان صوفیاء نے اپنے وحدت الوجود اور حلول کے عقیدے کو لوگوں سے چھپالیا ہے......مظہر کا معنی ہوا ظاہر ہونے کی جگہ، صوفیاء یہ لفظ بول کر یہ معنی لیتے ہیں کہ یہ چیز اللہ تعالی کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس میں ظاہر ہوا۔''

[عقیدہ صوفیت،ص ۱۳۵]

آیئے اس علامت کے ذریعہ وحدت الوجودی غیر مقلدین کی کھوج لگائیں، صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دراصل یہ انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے۔''

[تفسیری حواشی،ص:۱۷۲۹، ذیل سورۃ التین]

آل غیر مقلدیت کے ''مجتہد العصر'' عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کے آثار اور صفات کا مظہر ہیں، اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے، یہاں تک کہ ہر شئے سے اس کو خدا نظر آتا ہے۔''

[فتاوی اہلحدیث، ج:۱،ص:۱۵۳]

آل غیر مقلدیت کے قابل قدر بزرگ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں:

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے مظاہر کے پردوں میں پوشیدہ ہے اور باوجود ہزاروں حجابوں کے ظاہر ہے، پوشیدگی اس کی صرافت واطلاق ذات کے لحاظ سے ہے اور مظاہر وتعینات کے اعتبار سے وہ ظاہر ہے۔'' [مآثر صدیقی، حصہ چہارم،ص:۴۲]

مظاہر، مظہر کی جمع ہے۔

(۴)......وحدۃ الوجود والے کو ''ولی اللہ'' کہنا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد کی زبانی ''وحدۃ الوجودی'' ہونے کی ایک اور علامت سنیے، وہ لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند اپنے بدعتی عقیدے کی وجہ سے جو وحدت الوجود اور حلول کا عقیدہ ہے، حلاج کو ولی اللہ کہنے اور ماننے پر مصر ہیں۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۷۹]

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہی کی طرح زندیقیت و الحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں، مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کو......قدس سرہ لکھتے ہیں اور حلاج جیسے ملحد و زندیق کو......ولی اللہ لکھا ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۰]

ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے شخص کو ''ولی اللہ'' کہنا ان کے نزدیک ''وحدۃ الوجودی'' ہونے کی علامت ہے، ذیل میں اس علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی غیر مقلدین کی شناخت کیجیے۔

فضل حسین بہاری غیر مقلد، میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے متعلق لکھتے ہیں وہ:

''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور خاتم الولایۃ المحمدیہ فرماتے۔''

[الحیات بعد الممات، ص:۲۲۴]

یہی بات امام خان نوشہروی غیر مقلد نے بھی نقل کی ہے۔ [تراجم علمائے حدیث ہند، ص:۱۴۶]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف (ابن عربی) کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں......خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ۔'' [فتاویٰ ثنائیہ، ص:۳۳۴، ج:۱]

فیاض علی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ جو علمائے ابرار اور صوفیائے کبار میں سے ہیں۔''

[اہلحدیث اور سیاست، ص ۱۰۷]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، وحید الزمان غیر مقلد اور فضل حسین بہاری غیر مقلد بھی ابن عربی کو ''ولی اللہ'' مانتے ہیں۔ [التاج المکلل، ص:۱۷۶، ترجمہ نمبر ۱۶۸۔ ہدیۃ المہدی، ج:۱، ص:۵۱۔ الحیات بعد الممات، ص:۲۲۴]

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ بھی ابن عربی کو ''ولی اللہ'' مانتے ہیں۔

[ہدیۃ المہدی، ج:۱، ص:۵۱۔ الاعتصام، اشاعت خاص، بیاد: بھوجیانی، ص:۳۱۴]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک ''تارک تقلید بلکہ مخالف تقلید'' ہیں۔

[علمی مقالات، ج:۳، ص:۵۷]

نواب صدیق حسن خان صاحب، ابن الفارض کے متعلق لکھتے ہیں:

"وله كرامات كثيرة۔ اوران کی بہت سی کرامات ہیں۔''

[التاج المکلل ،ص:۲۲۲۔ترجمہ نمبر ۳۴۰]

نواب صاحب نے حسین بن منصور حلاج کے بارے میں لکھا:

"وقد شهد بولايته من كبار المشائخ ،اور یقیناً ان (حلاج) کی ولایت کی بہت سے بڑے مشائخ نے گواہی دی ہے۔[التاج المکلل ،ص ۲۷۷،ترجمہ ۴۲۲]

میاں نذیر حسین دہلوی، ثناء اللہ امرتسری، فیاض علی صاحب، نواب صدیق حسن خان، وحید الزمان اور فضل حسین بہاری وغیرہ آل غیر مقلدیت وحدۃ الوجود کے قائلین کو ''ولی اللہ'' مان کر عطاء اللہ ڈیروی کی بیان فرمودہ علامت کے مطابق ''وحدۃ الوجودی'' بلکہ...... ہیں۔''

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خواجہ معین الدین چشتی ......بھی عقیدہ وحدت الوجود رکھتے تھے۔'' [عقیدہ صوفیت،ص:۱۰۴]

عبد المجید سوہدری غیر مقلد،خواجہ صاحب کو ''ولی'' مانتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''سرزمین ہند میں بھی موحدین، اولیاء اقطاب، ابدال علماء فضلاء تشریف لاتے رہے چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ، صابر کلیریؒ، فرید الدین گنج شکرؒ، خواجہ علی ہجویریؒ، (المعروف گنج بخش) ایسے بزرگان دین وملت، شرک وبدعت کے استیصال اور کفر والحاد کی تردید ہی کے لیے پیدا ہوئے۔''

[سیرت ثنائی،ص:۷۹]

ڈیروی صاحب کی بیان کردہ علامت کے مطابق سوہدری صاحب وحدت الوجود والے کو ''ولی اللہ'' ماننے کی وجہ سے ''وحدۃ الوجودی'' ہیں۔

ڈیروی صاحب کی رائے میں ذوالنون مصری ''زندیق'' ہیں۔[عقیدہ صوفیت،ص:۱۸۹]

اس کے بالمقابل عبد السلام بستوی غیر مقلد فرماتے ہیں:

''ولی اللہ ذوالنون مصری''۔[اسلامی خطبات، ج:۱ص:۲۲]

ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''جنید بغدادی پر بہت دفعہ کفر کا فتوی لگایا گیا۔'' [عقیدہ صوفیت،ص:۱۹۸]

جبکہ ''وکیل اہلحدیث'' کہلائے جانے والے محمد حسین بٹالوی انہیں ولی مانتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ولی (سری سقطی ،جنید بغدادی، شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ) کے الہام غیبی......۔''

[اشاعۃ السنہ، ج:۷،ص:۱۹۴۔بحوالہ تاریخ ختم نبوت،ص:۹۷]

ڈیروی صاحب بتائیں کہ زندیق اور کافر کو ''ولی اللہ'' قرار دینے والے عبد السلام بستوی اور محمد حسین بٹالوی

آپ کے فتوی کے مطابق مسلمان شمار ہوں گے یا کچھ اور؟

(۵)......وحدت الوجود والے کی حمایت کرنا

زبیر علی زئی پیر دادی غیر مقلد نقل کرتے ہیں:

''حلاج کی حمایت ان لوگوں کے سوا کوئی نہیں کرتا جو اس کی اس بات کے قائل ہیں جس کو وہ عین جمع کہتے ہیں اور یہی اہل وحدت مطلقہ کا قول ہے۔'' [توضیح الاحکام، ج:۱،ص:۱۶۲]

اس عبارت کا حاصل یہ ہے جو حلاج (بالفاظ دیگر کسی وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے) کی حمایت کرتا ہے وہ ان کا ہم عقیدہ ہے۔ اس علامت کے مطابق ابن عربی کا دفاع کرنے والے آل غیر مقلدیت کی شناخت آسانی سے ہوسکتی ہے کہ وہ کس عقیدے کے حامل ہیں، دفاع کرنے والے کون کون بزرگ ہیں، اس کے لیے پچھلے صفحات میں ''ابن عربی کا دفاع'' عنوان ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ یہاں اتنی یاد دہانی کرادیتے ہیں کہ آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی دو ہفتے تک متواتر ابن عربی کے دفاع میں مناظرہ کرتے رہے یہاں تک کہ مخالف کو اپنا ہم نوا بنالیا۔

[تراجم علمائے حدیث ہند، ص:۱۴۶]

ہمیں کسی مکتب فکر کے کسی بزرگ کا علم نہیں جس نے ابن عربی کی حمایت میں دو ہفتے تک مسلسل محفل مناظرہ جمائے رکھی ہو، ہماری معلومات کے مطابق یہ ریکارڈ قائم کرنے والے آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی ہی ہیں۔ آل غیر مقلدیت کے ''مجدد و مجتہد'' نواب صدیق حسن خان صاحب نے نقل کیا کہ لوگوں نے حلاج کی توبہ کو اس لیے قبول نہ کیا کہ وہ توبہ کرکے توڑ دیتے تھے، ان کی توبہ کو غیر معتبر سمجھتے ہوئے قتل کردیا گیا، اس کے بعد نواب صاحب نے ان کے قتل کو ناجائز قرار دیتے ہوئے لکھا:

"فهٰذا فعل لايتاتى الاقدام عليه الا ممن لم يدرك مدارك السنة الصحيحة على وجهها عفا الله عنا وعنهم اجمعين، والتائب من الذنب كمن لا ذنب له، وان تكرر منه الذنب مراراً۔

یہ ایک ایسا فعل ہے جس کا اقدام صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو سنت صحیحہ کے مدارک کو نہیں پاسکا، اللہ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے اور توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو اگرچہ اس سے گناہ کا صدور کئی مرتبہ ہوا ہو۔'' [التاج المکلل، ص:۲۷۷۔ ترجمہ ۲۲۲]

حاصل یہ ہے کہ حلاج کا قتل نواب صاحب کی رائے میں حدیث نبوی "التائب من الذنب كمن لا ذنب له" کے خلاف ہے۔

(۶)......صوفی ہونا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۵۲]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد فرماتے ہیں:

''وحدت الوجود کا عقیدہ صوفیوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔'' [خطبات بہاول پوری، ج:۱، ص:۳۲۷]

جب وحدت الوجود ہر صوفی کا (بنیادی) عقیدہ ہے تو ڈیروی صاحب کی بیان فرمودہ علامت کے مطابق کسی شخص کا صوفی ہونا اس کے وحدۃ الوجودی ہونے کی دلیل ہوگا، آل غیر مقلدیت کے مؤرخ عبدالرشید عراقی صاحب نے ایک کتاب لکھی، جس کا نام ''اہلحدیث کے چار مراکز'' ہے اس میں چوتھا روحانی مرکز (امرتسر) بتلایا ہے اس کے تحت عبداللہ غزنوی، غلام رسول قلعوی، ابراہیم آروی، رفیع الدین شکرانوی بہاری، قاضی طلاء محمد خان پشاوری، محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی، عبدالمنان وزیرآبادی، غلام نبی الربانی سوہدری وغیرہم اہلحدیث صوفیاء کا تفصیل سے ذکر خیر کیا ہے۔ [اہلحدیث کے چار مراکز، ص۵۷ تا ۹۶]

ہم پچھلے صفحات میں ''وحدت الوجودی صوفیاء'' عنوان کے تحت آل غیر مقلدیت کی عبارات نقل کر چکے ہیں کہ تمام صوفیاء تارکِ تقلید، اہلحدیث تھے، اس لیے یہاں مزید آل غیر مقلدیت کے صوفی ہونے کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ بحث کی تکمیل کے لیے صرف ان کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی کی صوفیت کو سامنے لاتے ہیں۔

میاں صاحب کے سوانح نگار فضل حسین بہاری ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''سر گھٹنوں پہ رکھے اردو فارسی کے عاشقانہ اشعار دردانگیز لہجہ میں پڑھتے اور روتے جس نے دیکھا ہے وہ ایک خدا رسیدہ عاشق مزاج صوفی اور سچا درویش یا پیر طریقت خیال کرنے پر مجبور ہے۔''

[الحیات بعد الممات، ص:۳۷۳]

بہاری صاحب نے میاں صاحب کی شب بیداری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

''مسجد میں آ کر یا در مسجد یا صحن میں بیٹھ کر مراقبہ اور ذکر میں مصروف رہتے۔''

[الحیات بعد الممات، ص:۲۲۵]

بہاری صاحب ہی لکھتے ہیں:

''اپنے زمانہ کے طبقہ صوفیائے کرام میں بھی آپ کو وہی درجہ حاصل تھا جو معشر علمائے عظام میں تھا۔'' [الحیات، ص:۲۵۵]

بہاری صاحب آپ کے بیعت لینے کے عمل کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سوائے بیعت خلافت، بیعت جہاد، بیعت ثبات فی القتال اور بیت ہجرت کے آپ باقی تمام اقسام بیعت میں مناسب حال بیعت مریدوں سے لیتے تھے......آپ کی شہرت سن کر اس قدر لوگ جھک

پڑے، جن کی گنتی ممکن نہ تھی اور سب کے سب نے آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔'' [الحیات، ص۲۶۶]
بہاری صاحب نے یہ بھی لکھا کہ:
''جس مجمع میں آپ کسی سے بیعت لیتے، تقریباً جملہ حاضرین شریک بیعت ہو جاتے۔''
[الحیات، ص:۲۶۸]
ہم ''تصوف اور اہلحدیث صوفیاء'' کے عنوان سے مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس میں اہلحدیث کہلوانے والے صوفیاء کا تفصیل سے تذکرہ ہوگا ان شاء اللہ۔ اس لیے یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۷)......انسان کو اللہ کی صورت میں پیدا ماننا

پروفیسر طالب الرحمٰن غیر مقلد ''انسان اللہ کی صورت پر پیدا کیا گیا'' جملہ نقل کر کے تبصرہ کرتے ہیں:
''یعنی انسان اللہ کی ہی صورت ہے اور یہی عقیدہ وحدت الوجود ہی بنیاد ہے۔''
[دیوبندیت، ص:۲۲۶] اس علامت کو مدنظر رکھتے ہوئے آگے پڑھیں:
آل غیر مقلدیت کے ''مفسر قرآن'' صلاح الدین یوسف صاحب لکھتے ہیں:
''دراصل یہ انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے، بعض علماء نے اس حدیث کو بھی اس معنیٰ و مفہوم پر محمول کیا ہے جس میں ہے کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ (مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب) اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔'' [تفسیری حواشی، ص:۱۷۲۹، ذیل سورۃ التین]
امام اہل حدیث وحید الزمان صاحب نے مسلم شریف کی حدیث نبوی "فان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ" کا ترجمہ یوں کیا ہے:
''اللہ نے آدمی کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔'' [ترجمہ مسلم وحید الزمان]
وحید الزمان صاحب اس کی شرح میں لکھتے ہیں:
''مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے جیسے اور احادیث صفات، اس کے ظاہری معنی پر ہمارا ایمان ہے اور ہم تاویل نہیں کرتے سلف کا یہی مذہب ہے۔'' [شرح مسلم، ج:۶، ص:۲۳۶]

(۸) کسی کو ''قدس سرہ'' کی دعا دینا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:
''خواہ قدس سرہ کہا جائے یا قدس اللہ سرہ کہا جائے، دونوں لفظوں کا مفہوم ایک ہی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ان کے راز کی تقدیس کرے، یہ راز کیا ہے جس کی تقدیس و تطہیر کی دعا کی جاتی ہے؟ شاید یہی وحدۃ الوجود کا راز ہے جس کو ان صوفی ملاؤں نے اپنے سینے میں عوام الناس سے چھپا رکھا ہے۔''
[مقدمہ تبلیغی جماعت، عقائد و افکار۔ ص:۲۳]

''قدس سرہ'' علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کو پہچانیں یعنی جو غیر مقلد کسی کو ''قدس سرہ'' الفاظ سے دعا دے رہا ہو وہ ڈیروی صاحب کی رائے میں ''وحدۃ الوجود'' کا قائل ہوگا اگر چہ وہ کھلے عام اپنے ''وحدۃ الوجودی'' ہونے کو بیان نہ کرتا ہو۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ.....'' [ص:۱۶۹]

داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت امام بخاری قدس سرہ'' [شرح بخاری۔ج:۱،ص:۳۳]

ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا اسماعیل شہید قدس سرہ'' [فتاوی ثنائیہ،ج:۱،ص:۹۰]

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ۔'' [رفع العجاجہ،ج:۱،ص:۶۴۳]

میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ۔'' [تاریخ اھلحدیث،ص:۴۴۶]

اس سلسلہ کے مزید حوالے ہم اپنی کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' میں نقل کریں گے، یہاں اتنا عرض ہے کہ ''قدس سرہ'' الفاظ والی دُعا آل غیر مقلدیت کی کتب میں بکثرت ملتی ہے ان کی کتاب ''تذکرہ اہلِ صادق پور، طبع مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کراچی،ص:۳۹۷'' پر ایک ہی صفحہ میں ۲۳ بزرگوں کو ''قدس سرہ'' کی دعا سے نوازا گیا ہے۔

(۹)......وحدۃ الوجودی بزرگ کو ''قدس سرہ'' کی دعا سے نوازنا

عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہیں کی طرح زندیقیت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں، مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات المکیہ کو جماعت تبلیغ کے امام و پیشوا مولوی زکریا صاحب تبلیغی نصاب و فضائل اعمال میں شیخ قدس سرہ لکھتے ہیں۔''

[عقیدہ صوفیت،ص:۱۹۰]

ڈیروی صاحب نے مولانا زکریا رحمہ اللہ کو ابن عربی کا ہم عقیدہ قرار دینے کی دلیل یہی دی ہے کہ انہوں نے ابن عربی کو ''قدس سرہ'' الفاظ سے یاد کیا ہے جب کہ وہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے ہیں......اس سے یہ علامت اخذ ہوتی ہے کہ جو کسی وحدۃ الوجودی بزرگ کو ''قدس سرہ'' الفاظ کے ساتھ دُعا دے وہ اس کا

ہم عقیدہ یعنی وحدۃ الوجودی ہے، اب اس علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت سے آگاہی حاصل کریں۔

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الاسلام'' ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ۔'' [فتاوی ثنائیہ، ج:۱، ص:۱۴۹]

غیر مقلدین کے ''امام العصر'' میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ اکبر قدس اللہ سرہ ''فصوص الحکم'' میں فرماتے ہیں.....'' [تفسیر واضح البیان، ص:۴۲۱]

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ آل غیر مقلدیت کی تصریحات کے مطابق وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے تھے۔

[فضیحت تنگ، ص:۱۸۵، عبدالعظیم سلفی]

غیر مقلدین، شیخ جیلانی کو ''قدس سرہ'' دعا دیا کرتے ہیں.....عبدالمجید سوہدری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت شیخنا و مولنا محبوب سبحانی پیر پیران عبدالقادر جیلانی قدس سرہ۔'' [استاد پنجاب، ص:۷۹]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ.....'' [فتاوی ثنائیہ، ج:۱، ص:۳٦٦]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''حضرت محبوب سبحانی، مخدوم جہانی، حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اللہ العزیز۔''

[اہلحدیث کا مذہب، مشمولہ رسائل ثنائیہ، ص:۳۲]

آل غیر مقلدیت کے نزدیک شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ [عقیدہ صوفیت، ص:۱۸۳۔۱۸۸......خطبات بہاولپوری، ج:۱، ص۳۲٦]

اور انہیں ''قدس سرہ'' کا دعائیہ تحفہ بھی پیش کیا کرتے ہیں، مثلاً ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''فخر المتاخرین، استاد ہند، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ۔''

[اہلحدیث کا مذہب، مشمولہ، رسائل ثنائیہ، ص:۷۲]

مزید دیکھیے فتاوی ثنائیہ، ج:۱، ص:۹۸

داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ۔'' [شرح بخاری ج:۱، ص:۳۵]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو وحدت الوجود کا شکار بتایا ہے۔

[خطبات بہاول پوری، ج:۱، ص:۳۲٦]

خالد حسین بستوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز محدث دہلوی۔'' [حیات شیخ، فتاوی نذیریہ، ج:۱، ص:۲۷]

میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد بتصریح عبداللہ بہاولپوری صاحب وحدت الوجود کا شکار ہیں۔
[خطبات بہاولپوری، ج:۱، ص:۳۲۶]

خالد حسین بستوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اظہر من الشمس ہستی ''شیخ الکل فی الکل'' حضرت سید میاں نذیر حسین دہلوی قدس سرہ۔''
[حیات شیخ، فتاوی نذیریہ، ج:۱، ص ۲۷]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کی تصریح کے مطابق میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد وحدۃ الوجودی تھے۔
[فتاوی ثنائیہ، ج:۱، ص:۱۴۸]

داودراز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہمارے محترم حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی قدس سرہ''
[شرح بخاری ج:۱، ص:۱۳۰]

(۱۰)......اہل وحدت مطلقہ ہونا

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اہل وحدت مطلقہ سے مراد وہ صوفی حضرات ہیں جو وحدت الوجود اور حلولیت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔'' [توضیح الاحکام، ج:۱، ص:۱۶۳]

یعنی جو ''وحدت مطلقہ'' کا قائل ہے وہ علی زئی صاحب کے ہاں ''وحدت الوجودی'' اور ''حلولی'' ہے۔ اس علامت کو مدنظر رکھ کر درج ذیل سطور پڑھیں:

مجدد آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان صاحب اہلحدیث کی مدح سرائی کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"فھم اھل الودو الاتحاد حقا و اصحاب الوحدة المطلقة عدلا و صدقا۔

یہی (اہلحدیث) لوگ وحدت اور اتحاد والے ہیں اور حق وانصاف کی بات یہ ہے کہ یہی لوگ وحدت مطلقہ والے ہیں۔ [التاج المکلل، ص:۵۸، دوسرا نسخہ، ص:۹۰۔ ترجمہ ۶۴، ابن حزم]

(۱۱)......مخلوق کو اللہ کا عکس کہنا

وحدت الوجود کی ایک اور علامت غیر مقلدین کی زبانی معلوم کیجیے۔

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ وحدت الوجود ہے، کیونکہ آئینہ سے باہر بیٹھا ہوا انسان اور آئینہ میں اس کی صورت دونوں ایک چیز ہیں کیونکہ آئینہ میں آنے والی تصویر بعینہ اسی انسان کا عکس ہے جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔''
[عقیدہ صوفیت، ص:۸۶]

محمد طارق خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''توحید ذات میں حقیقی اور ذاتی وجود صرف اللہ تعالیٰ کا مانا جاتا ہے، باقی تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا عکس یا سایہ تصور کیا جاتا ہے یعنی کائنات میں جو کچھ بھی موجود ہے وہ حقیقت میں موجود ہی نہیں ہے بلکہ موجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اسی کو عقیدہ وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے۔[تبلیغی جماعت، عقائد وافکار، ص:۷۱]

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ جو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا عکس کہے وہ وحدۃ الوجودی ہے، اس علامت کی روشنی میں وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کی کھوج لگائیں۔

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

''حاصل وحدتِ وجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور مابہ الموجودیۃ، یہ عین خدا ہے اور تمام ممکنات اس وجود اور وجود حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہیں۔'' [رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ، ج:۱، ص:۵۰۷]

صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دراصل انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے۔''

[تفسیری حواشی ص:۱۷۲۹۔ ذیل سورۃ التین]

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر شے سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شی نظر نہیں آتی جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشے پر۔''

[فتاوی اہلحدیث ج:۱، ص:۱۵۳]

(۱۲)......مخلوق کو من وجہ، اللہ کے وجود کا عین کہنا

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے لکھا:

''یہ کائنات کا وجود ایک اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا عین اور دوسرے اعتبار سے اس کا غیر ہے۔'' [ام المسبحات یعنی سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۸۸]

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے مذکورہ بالا عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''معلوم ہوا کہ جس طرح ابن عربی وحدت الوجود کا قائل تھا، ڈاکٹر اسرار احمد کا بھی بعینہ وہی عقیدہ ہے۔'' [علمی مقالات، ج:۴، ص:۴۰۴]

یہ علامت تحریر کرنے کے بعد اب ہم ''امام اہلحدیث'' وحید الزمان صاحب کو علی زئی آئینہ کے سامنے کرتے ہیں بالفاظ دیگر مذکورہ علامت کے پیش نظر ان کا عقیدہ معلوم کرتے ہیں۔

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار وجود مطلق ہے جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے۔'' [رفع العجاجہ، ج:۱،ص:۵۰۷]

اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ زبیر علی زئی صاحب نے جس طرح ڈاکٹر اسرار صاحب کو ابن عربی کا ہم عقیدہ قرار دیا ہے اسی طرح وحید الزمان صاحب کے متعلق بھی لکھ دیں۔ ورنہ وجہ فرق بتائیں کہ ڈاکٹر صاحب وحدت الوجودی کیوں ہیں؟ اور وحید الزمان صاحب کیوں نہیں؟ جبکہ دونوں کی عبارت میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔

وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

''وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے۔'' [تیسیر الباری، ج:۴،ص:۳۲۶۔ تاج کمپنی]

اس کے بعد نہ صرف یہ کہ وحید الزمان صاحب نے اس عبارت سے اتفاق کیا ہے بلکہ ابن عربی کو اہل حدیث قرار دیا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''وہ تو مسلمان اور پھر اہلحدیث میں سے تھے۔'' [حوالہ مذکورہ]

(۱۳)......کائنات میں ایک ہی وجود ماننا

پروفیسر طالب الرحمٰن غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کا معنی ہے ایک وجود یعنی کائنات میں ایک ہی وجود (ہے)۔

[دیوبندیت،ص:۲۰۳]

بخاری شریف میں حدیث ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''سب سے سچی بات جو شاعر نے کہی وہ لبیب (شاعر) کی یہ بات ہے الا کل شئی ماخلا اللہ باطل، آگاہ رہو اللہ کے سوا سب باطل ہے۔ [بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ایام الاجاہلیۃ۔ حدیث نمبر ۳۸۴۱]

داود راز صاحب غیر مقلد مذکورہ بالا سب سے سچی بات یا بالفاظ دیگر حدیث نبوی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''باطل سے یہاں مراد فنا ہونا ہے یا بالفعل معدوم، جیسے صوفیاء کہتے ہیں کہ خارج میں سوائے خدا کے فی الحقیقت کچھ وجود نہیں ہے اور یہ وجود موہوم ہے۔'' [شرح بخاری، ج:۵،ص:۲۳۳]

راز صاحب نے باطل کے دو مطلب لکھے ہیں، ایک آئندہ زمانے میں فنا ہونا اور دوسرے فی الوقت معدوم (فنا) ہونا، یعنی کائنات میں اللہ ہی کا وجود ہے مخلوق کا وجود نہیں صرف وہم ہے۔......ہم نے اس دوسرے مطلب کے پیش نظر ان کی عبارت کو یہاں نقل کیا ہے، کیونکہ انہوں نے دونوں میں سے کسی کی تردید یا ترجیح ذکر نہیں کی بلکہ دونوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے۔

ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد نے ''وحدت الوجود'' کی دو تشریح بیان کیں، اور پھر ان میں سے پہلی کو صحیح قرار دیا، ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''وحدت الوجود کی دو تشریحیں ہیں، پہلی تشریح یہ ہے کہ جتنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی مابہ الموجودیۃ صرف ایک ہی چیز ہے، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ نے اس کے متعلق ایک پُر معنی رباعی لکھی ہے

لاآدم فی الکون ولاابلیس　　　لاملك سلیمان ولابلقیس

فالکل عبارت وانت المعنی　　　یامن ھو للقلوب مقناطیس

شیخ ممدوح فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی چیز کی مستقل ہستی نہیں ہے یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں، یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے

نظر آتا ہے جو کچھ نورِ وحدت کی تجلّی ہے
یہ نقش اہل بصیرت کے لیے وجہ تسلی ہے

[فتاوی ثنائیہ، ج:۱، ص:۱۴۹]

یاد رہے کہ امرتسری صاحب نے ابن عربی کی رباعی کا مفہوم یا مطلب خیز معنی بیان کیا ہے، ورنہ اس کا صحیح ترجمہ یوں ہے

کائنات میں نہ آدم ہیں اور نہ ہی ابلیس　　　نہ بادشاہت سلیمان ہے نہ تخت بلقیس

یہ سب عبارت ہیں تو ان کا معنی ہے　　　اے وہ ذات جو دلوں کے لیے مقناطیس ہے

زبیر علی زئی صاحب اپنے شیخ الشیخ امرتسری صاحب کی مذکورہ بالا بیان کردہ وحدت الوجود کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ طالب الرحمٰن صاحب بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"اما الصوفیة الوجودیة منھم الشیخ ابن عربی......انما یقولون ان الحق عین الخلق من وجہ یعنی من جھة الوجود، فان الوجود واحد وھو وجود الحق وسائرالاشیاء موجودة بھذا الوجود لیس لھا وجود مستقل" وجودی صوفیاء جن میں شیخ ابن عربی بھی ہیں کہتے ہیں کہ بلاشبہ حق (تعالیٰ) عین مخلوق ہے، ایک جہت یعنی وجود کی جہت سے، کیونکہ وجود ایک ہی ہے اور وہ حق (تعالیٰ) کا وجود ہے، تمام اشیاء اسی وجود کی وجہ سے موجود ہیں، ان کا کوئی (الگ) مستقل وجود نہیں ہے۔

[ھدیة المھدی من الفقه المحمدی، ج:۱، ص:۵۰]

وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے اپنے زعم میں صحیح مطلب بیان کیا اور کہا:

ابن عربی حلول واتحاد کے قائل نہیں، بلکہ وہ تو اصول وفروع میں اہلحدیث ہیں۔

[ہدیۃ المہدی، ص:۵۱]

وحیدالزمان صاحب نے صحیح مطلب ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے لیکن طالب الرحمٰن وغیرہ موجودہ آلِ غیر مقلدیت کے نزدیک یہ ڈھالا ہوا مطلب بھی وحدت الوجود ہی ہے، یعنی یہ ابن عربی کو بچاتے بچاتے خود وحدت الوجود کا ارتکاب کر بیٹھے۔

عبداللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جیسے رسی جلا دی تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے، حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے۔'' [فتاوی اہلحدیث، ج:۱،ص:۱۵۲]

روپڑی صاحب کے نزدیک بھی وجود صرف اللہ ہی کا ہے مخلوق کا وجود وہمی ہے جیسے جلی ہوئی رسی وہم کی حد تک موجود ہوتی ہے حقیقتاً نہیں۔ روپڑی صاحب کی مفصل عبارت ''فتاوی اہلحدیث'' میں مذکورہ مقام پر دیکھی جا سکتی ہے اور ہم اپنے اس رسالے کے بالکل ابتدائی صفحات میں بھی نقل کر آئے ہیں۔

(۱۴)...... **كل شیء هالك الاوجهه**، سے استدلال کرنا

''مجدد غیر مقلدیت'' نواب صدیق حسن خان صاحب ''وحدۃ الوجود'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم نے اپنے کشف وشہود کی تائید کے لیے کچھ اشارات اخذ کیے ہیں، مثلاً یہ آیت الا انه بكل شیء محیط یا یہ آیت كل شیء هالك الاوجهه......۔''

[مآثر صدیقی، حصہ چہارم، ص:۳۸]

نواب صاحب کی تصریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے قائل حضرات اپنے اس عقیدہ کو قرآنی آیت ''كل شیء هالك الاوجهه'' سے اخذ کرتے ہیں......اس کے ساتھ یہ بھی جانیں کہ عبداللہ روپڑی غیر مقلد نے بھی اسی آیت سے ''وحدۃ الوجود'' کو ثابت کیا ہے، چنانچہ وہ ''توحید الٰہی'' بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن مجید میں ہے كل شیء هالك الاوجهه یعنی ہر شیء ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات، اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شیء ہلاک ہو جائے گی بلکہ ہالک کہا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے اس حالت کے مشاہدہ کے لیے قیامت کا حوالہ دینا محجوبوں کے لیے ہے ورنہ ارباب بصیرت اور اصحاب مشاہدہ جو زمان ومکان کے تنگ کوچہ سے گزر کر خلاصی پا گئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک ادھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی محجوبوں کے لیے جو مشاہدہ قیامت کو ہوگا ارباب بصیرت کے لیے اس وقت ہو رہا ہے اور توحید الٰہی وحدت الوجود ہے۔'' [فتاوی اہلحدیث، ج:۱،ص:۱۵۲]

(۱۵)......کسی وحدت الوجودی سے محبت رکھنا

آل غیر مقلدیت کے مشہور مصنف زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''المرء مع من احب کی رو سے اس کا اور علمائے دیوبند کا ایک ہی حکم ہے۔''

[بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم، ص:۱۳]

المرء مع من احب کا ترجمہ ہے کہ آدمی (قیامت کے دن) اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے۔علی زئی اصول یا ان کی بیان کردہ علامت کے مطابق وحدت الوجود کے قائل کسی بزرگ سے محبت کرنے والے کا اور اس بزرگ کا ایک ہی حکم ہوگا یعنی وہ محبت کرنے والا بھی وحدت الوجودی شمار ہوگا۔اس علامت کو مستحضر رکھتے ہوئے آگے بڑھیے۔

''امام اہلحدیث'' وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہم کو شیخ ابن عربی سے محبت ہے۔'' [لغات الحدیث، ج:۱، ص:۴۸۔کتاب، ب ص]

فضل حسین بہاری غیر مقلد صاحب اپنی جماعت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں:

''آپ طبقہ علماء میں شیخ محی الدین ابن عربی کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔''

[الحیات بعد الممات، ص:۱۲۳]

آل غیر مقلدیت کو وحدت الوجود کے قائل ابن عربی وغیرہ سے کس قدر محبت وعقیدت ہے، اس کے لیے ہمارے اس رسالے کے پچھلے صفحات کا مطالعہ کیجیے۔

(۱۶)......مجذوبوں کا وجود ماننا

محمد طارق خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مجذوب کے معنی ہوتے ہیں جذب شدہ یعنی صوفیوں کی اصطلاح میں مجذوب اسے کہتے ہیں جو نعوذ باللہ، اللہ کی ذات میں جذب ہوگیا ہو۔''

[تبلیغی جماعت، عقائد وافکار، از افادات، عطاء اللہ ڈیروی، ص:۱۳۳]

مجذوب کی یہ تعریف پڑھنے کے بعد آل غیر مقلدیت کے مجذوبوں کا تذکرہ پڑھیے۔

صوفی غلام رسول غیر مقلد فرماتے ہیں:

''مجذوب بھی مقبول ہوتا ہے، مگر سالک کا درجہ نہیں رکھتا، کیونکہ سالک شرع کا مکلّف ہے اور ہر وقت طالب رضا ہے، مجذوب کو بجز استغراق اور جذب کچھ حاصل نہیں ہوتا، سالک کل درجات طے کرکے اعلیٰ درجہ حاصل کرتا ہے، لیکن مجذوب جزئیات سے واقف نہیں ہوتا۔'' [سوانح غلام رسول، ص:۱۵۵]

آل غیر مقلدیت کی زبانی مجذوبوں کے دو واقعے بھی پڑھ لیں، لکھا ہے:

’’ایک مجذوب لوگوں کے لاغر گدھے جمع کر کے لوگوں کے کھیتوں میں چراتا پھرتا تھا، جتنے پاؤں ان گدھوں کے کسی زمیندار کے کھیتوں میں لگتے اتنے ہی مانی گلہ اس زمیندار کا ہوتا، اگر کوئی منع کرتا تو اس کی زراعت اچھی نہ ہوتی۔‘‘ [سوانح غلام رسول، ص:۱۲۴]

دوسرا واقعہ یہ ہے:

’’جب گجرات (پنجاب) کے قریب پہنچے تو مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے یہاں ایک مجذوب کی خوشبو آتی ہے وہ ملنے کے قابل ہے۔ رستہ میں ارادہ حدیث پڑھنے کا کر لیا تھا اور قصد بھی تھا کہ دہلی جا کر حدیث پڑھی جاوے، سو اسی خیال کو دل میں لیے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے تا کہ اس سے دریافت کریں کہ حدیث کہاں سے پڑھیں، اس مجذوب بزرگ کا نام جگنو شاہ تھا جب آپ اس طرف روانہ ہوئے تو وہ اپنے حاشیہ نشینوں کو کہنے لگا کہ دیکھو دو شخص محمدی نمونہ صحابہ کرام چلے آتے ہیں مجھے کوئی کپڑا پہنا دو اور ان دونوں کے لیے فرش کر دو، جب آپ اس بزرگ کے قریب پہنچے تو سائیں جگنو شاہ نے اٹھ کر استقبال کیا اور بٹھالیا، دہلی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جنت اس طرف ہے، یہ سُن کر اس کے پاس کے لوگ حیران تھے کہ یہ کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا، آج ہوش وحواس کی باتیں کرتا ہے، جب مولوی عبداللہ صاحب و مولوی (غلام رسول) صاحب واپس آنے لگے تو کہنے لگا کہ لباس دیکھ کر بھول نہ جانا وہ شخص مسکین صورت ہے، اس کا نام سید نذیر حسین ہے اس سے پڑھنا۔ یہ سن کر ان کی پوری تسلی ہو گئی۔‘‘ [سوانح غلام رسول، ص:۵۲]

مجذوب کا ایک واقعہ اسی کتاب ’’سوانح غلام رسول‘‘ ص ۴۸ پر بھی لکھا ہے اور آل غیر مقلدیت کی دیگر کتابوں میں بھی متعدد واقعات تحریر ہیں۔

(۱۷)...... بلا عنوان

عبداللہ روپڑی غیر مقلد ’’وحدۃ الوجود‘‘ کی تعبیر یوں نقل کرتے ہیں:

’’یہ تمام موجودات وحدت حقیقی کا عکس ہیں جیسے ایک شخص کے اردگرد کئی شیشے رکھ دیئے جائیں تو سب میں اس کا عکس پڑتا ہے ایسے ہی خدا اصل ہے اور باقی اشیاء اس کا عکس ہیں۔‘‘

[فتاوی اہلحدیث، ج:۱، ص:۱۵۴]

آل غیر مقلدیت کے ’’شیخ الاسلام‘‘ ثناء اللہ امرتسری صاحب جس وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس کو بھی شیشے کی مثال سے واضح کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

’’وحدۃ الوجود کی یہ مثال ہے کہ کسی مکان کی کوٹھریوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں، کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سبز، کوئی سیاہ۔ ان کے پیچھے ایک لیمپ رکھ دیا جائے تو باہر سے دیکھنے والا ان

شیشوں کو مختلف رنگوں میں دیکھے گا مگر باریک نظر والا لیمپ کی وحدت کو ملحوظ رکھے گا۔قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:''اللہ نور السموٰت والارض'' اس تشریح کے مطابق وحدت الوجود کے معنی وحدت الموجد کے ہوں گے، جو بالکل ٹھیک ہے،مولانا (ابراہیم صاحب غیر مقلد) سیالکوٹی کا مطلب غالباً یہی ہوگا[فتوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۹] یعنی وحدۃ الوجود کی جو علامت روپڑی صاحب نے بیان فرمائی ہے وہ امرتسری صاحب میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟اس کا فیصلہ زبیر علی زئی صاحب کریں گے۔

زبیر صاحب یہ بھی فرمائیں کہ جس وحدۃ الوجود کو امرتسری صاحب نے صحیح قرار دیا ہے آپ اسے صحیح مانتے ہیں؟ یہ بھی بتائیں کہ امرتسری صاحب نے جو وحدۃ الوجود کو لیمپ کی مثال دے کر قرآن سے اخذ کیا ہے وہ واقعتاً قرآن سے ثابت ہے؟

(۱۸)......مخلوق کو خدا کی تجلی کہنا

عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حقیقت میں یہ تجلی وظہور بعینہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ ہے،اس بات کو سمجھ لینے کے بعد اگر کسی کو تجلی وظہور کے عقیدے کا حامل پاؤ تو سمجھنے کی مشکل نہیں ہوگی کہ یہ شخص وحدۃ الوجود کا قائل ہے۔''

[عقیدہ صوفیت،ص:۸۶]

اس علامت کو پڑھنے کے بعد درج ذیل عبارت پر غور فرمائیں۔

ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد جس وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس کی تشریح میں ابن عربی کی رباعی پیش کی ہے پھر فرمایا:

''یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے

نظر آتا ہے جو کچھ نورِ وحدت کی تجلی ہے

یہ نقش اہل بصیرت کے لیے وجہ تسلی ہے

[فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۹]

(۱۹)......اللہ کے وجود کو مخلوق کا وجود کہنا

عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کی آسان مثال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت مخلوق کی ذات میں رب کی ذات مخفی اور پوشیدہ ہے اس مخلوق کے باہر رب تعالیٰ کی ذات کا کوئی وجود نہیں ہے یہ مخلوق ظاہر میں مخلوق ہے اور باطن میں خالق اور رب ہے۔'' [عقیدہ صوفیت،ص:۹۳]

وحدۃ الوجود کی اس ڈیروی تعریف یا علامت کے ذریعہ امام اہلحدیث وحیدالزمان صاحب کو پہچانیے، وہ ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والذی قال فی الفصوص الحمدلله الذی خلق الاشیاء وھو عینھا معناہ،ان وجودہ سبحانہ ھوعین وجودالمخلوقات لاان للمخلوقات وجوداً آخر کمازعمہ المتکلمون" اوروہ جوابن عربی نے فصوص الحکم میں کہا ہے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا اور وہ (اللہ) ان (مخلوقات، اشیاء) کا عین ہے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کا وجود مخلوق کے وجود کا عین ہے نہ یہ کہ مخلوقات کا (الگ) دوسرا وجود ہے جیسا کہ متکلمین کا گمان ہے۔''

[ھدیۃ المھدی من الفقہ المحمدی، ج:۱،ص:۵۰]

وحیدالزمان صاحب نے ابن عربی کو مذکورہ بالاعقیدہ کا حامل ٹھہرانے کے بعد انہیں اصول وفروع میں اہلحدیث قرار دیا اور یہ بھی فرمایا کہ علامہ ابن تیمیہ وغیرہ نے ابن عربی کی تردید کرنے میں بے جا تشدد کیا ہے۔[ہدیۃ المہدی،ص:۵۱]

(۲۰)......وحدۃ الوجودی حضرات سے صحیح براءت نہ کرنا

آل غیر مقلدیت کے بزرگ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''بعض چالاک......اپنے اکابر کے مشرکانہ عقائد کے بارے میں تقیہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے یہ عقائد نہیں اور ہم صرف قرآن وحدیث ہی مانتے ہیں، انہیں علمائے اہل سنت (اہلحدیث) کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اپنے ان اکابر سے براءت کا اعلان کرو جن کی کتابوں میں یہ عقائد مذکورہ درج ہیں اور ان کے شرک وبدعت کا اعلانیہ اعتراف کرو، مگر ایسا اعتراف واعلان براءت وہ کبھی نہیں کرتے بلکہ پکے اکابر پرست ہیں، لہٰذا جب تک وہ اپنے ان اکابر سے صحیح براءت نہ کریں اس وقت تک ان کا وہی حکم ہے جو ان کے اکابر کا ہے۔'' [بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم،ص:۳۲]

علی زئی صاحب کے اس اصول یا علامت کے متعلق جو شخص وحدۃ الوجودیوں کو اچھا سمجھتا ہے اور ان سے صریح براءت نہیں کرتا اس کا وہی حکم ہے یعنی وہ بھی وحدت الوجودی ہے۔ آیئے اس علامت کے ذریعے وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کی نقاب کشائی کیجیے۔

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے سوانح نگار فضل حسین بہاری غیر مقلد سے یہ ثابت ہے کہ وہ وحدت الوجود کے قائل ابن عربی کو ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' کہتے ہیں۔[الحیات بعدالممات،ص:۲۲۴] اور صریح براءت زبیر علی زئی صاحب ثابت کریں۔

مجدد آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے ابن عربی کو صاحب کرامت بزرگ کہا اور قیامت کے دن ان کی جماعت میں اٹھنے کی دعا کی۔[التاج المکلل، ترجمہ ۱۶۸]اور ان کی ابن عربی سے صریح براءت علی زئی صاحب ثابت کریں۔

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الاسلام'' ثناء اللہ امرتسری صاحب نے ابن عربی کو ''قابل عزت'' لوگوں میں شمار کیا بلکہ ان کے اس جملہ ''فالکل عبارۃ وانت المعنی'' کو اپنی تائید میں پیش کیا۔[فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۹۔۳۳۴]ابن عربی سے انہوں نے صراحتاً براءت کی ہو یہ ثابت کرنا علی زئی صاحب کے ذمہ ہے۔

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کو اصول وفروع میں اہلحدیث کہنے کے ساتھ انہیں ولی تسلیم کیا ہے۔[ہدیۃ المہدی،ص:۵۱]اس کے بعد انہوں نے ابن عربی سے صراحتا براءت کی ہے اس کا ثبوت علی زئی صاحب کے ذمہ ہے۔

فیاض علی غیر مقلد نے ابن عربی کو ''رضی اللہ عنہ'' کی دعا دینے کے ساتھ انہیں ''علمائے ابرار'' میں شامل کیا ہے۔[اہلحدیث اور سیاست،ص:۲۰۷]اس کے بعد انہوں نے ابن عربی سے صراحتا براءت اختیار کر لی ہو یہ علی زئی صاحب ثابت کریں گے۔

آل غیر مقلدیت کے مایہ ناز حضرات مثلا میاں نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق حسن خان، ثناء اللہ امرتسری، وحید الزمان اور فیاض علی وغیرہم کے ہاں ابن عربی کا جو مقام ہے وہ اوپر مذکور ہو چکا، اب زبیر علی زئی صاحب ثابت کریں کہ انہوں نے اس کے بعد ابن عربی کو کافر کہہ کر ان کے عقائد کو کفریہ شرکیہ قرار دے کر ان سے صراحتا براءت اختیار کی ہو، اگر وہ ثابت کر دیں تو فبھا ورنہ ان کے اصول کے مطابق ان تمام حضرات اور ابن عربی کا ایک ہی حکم ہو گا اور وہ حکم بقول علی زئی گمراہ، ملحد اور کافر ہونا ہے۔[توضیح الاحکام، ج:۱،ص:۶۲]